انه من سلیمان و انه بسم الله الرحمن الرحیم

لله الحمد که نسخه متبرکه مقدسه نایاب زمانه مقبول بیگانه و یگانه المسمی به

کجکول ترجمه کشکول کلیمی

از تصنیفات حضرت فانی فی الله باقی بالله شیخ کلیم الله جهان آبادی رحمة الله علیه

در مطبع مسلم پریس جھجر باهتمام غلام احمد خان طبع شد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین۔ والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ محمد وآلہ واصحابہٖ اہل بیتہ اجمعین الطیبین الطاہرین۔ ۵۔
امابعد ایک مدت مدید وعرصہ دراز سے اس نالائق خلائق نالائقی را لائق فقیر حقیر گرفتار نفس شریر آلودۂ عصیاں **غلام احمد خاں** تبریائی ابن جناب فیض مآب سراج السالکین بدر العارفین تاج الصالحین محب الفقراء والمساکین مولانا بالفضل واولانا بالکمال خاصہ خاصگان مولانا غلام محمد خاں صاحب حنفی چشتی سلیمانی متوطن قصبہ جھجر از مضافات شہر شاہجہان آباد عرف دہلی۔ کی بہ سبب کثرت دریافت طالبان طریق ذکر وفکر خواہش تہی کہ ایک مختصر رسالہ طریق ذکر وفکر واقسام مراقبہ وغیرہ میں اس قسم کا جامع لکہا جاوے کہ طالب حق کو سوائے دریافت از مرشد برحق معائنہ کتب سے فارغ کردے۔ اس غرض کی تکمیل کے لئے فقیر نے قبل ازیں بعد تلاش بسیار نسخہ ارشاد الطالبین مصنفہ حضرت مقتدائے عارفان قدوۃ الکاملین شیخ جلال الدین تہانیسری رحمۃ اللہ علیہ خلیفہ اعظم حضرت قطب العالم شیخ عبد القدوس گنگوہی رضی اللہ عنہ کو تلاش کرکے اردو میں اُسپر حاشئے لکہے تہے لیکن بوجہ زبان فارسی وقلت ضخامت جیساکہ فائدہ حاصل ہونا چاہیئے نہوا تہا۔ اور طالبونکو وہی دقت باقی تہی۔ الحمد للہ اذا اراد شیئا ہیالہ اسبابہ ایک روز فقیر کے دلمیں القاہوا کہ بیان طریق ذکر وفکر ومراقبہ میں کتاب مستطاب کشکول مصنفہ حضرت شیخ الاجل فانی فی اللہ باقی باللہ شیخ کلیم اللہ جہاناآبادی۔ قدس سرہ نہایت عجیب وغریب کتاب ہے۔ اسکے ترجمہ ہوجانے سے یہ تمام اشکال حل ہوجائینگی۔ پس دعاگو نے اُسیوقت سے اس نسخہ شریف کو کتب خانہ حضرت ولی نعمی مدظلہ سے نکالکر ترجمہ شروع کیا۔ خدائے تعالیٰ جل جلالہ وعم نوالہ کا لاکہہ لاکہہ

شکر ہے کہ اس امر میں توفیق الٰہی رفیق حال ہوئی اور یہ ترجمہ اختتام کو پہونچا۔ خدا تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے اسکو مقبول کرے اور یہ ترجمہ ذریعہ میری رستگاری کا بروز محشر ہو۔

فیض یابان کتاب سے استدعا ہے کہ وہ براہ کرم فقیر کو دعائے خیر سے فراموش نہ فرمائیں۔ مجکو اُن سے اپنے حق میں دعا اور فاتحہ کی بہت بڑی توقع ہے۔ ؎ ہر کہ خواند دعا طمع دارم ؛ زانکہ من بندۂ گنہگارم ؛

آغاز ترجمہ کشکول شریف

الحمد للہ والمنۃ بہ علیہ والصلوٰۃ من لدیہ الیہ **بعد اسکے** ایسا کشکول کہ لقمے اُسکے لطیفہ ربانیہ کو طاقت بخشیں۔ نفس ناطقہ کو قوت دیں۔ مردگان طبیعت کو زندگی ہمیشہ کی عنایت کریں۔ بیماران خواہشہای نفسانی کو شفائے رحمانی عطا فرمائیں۔ اسلام مجازی کے بدن میں روح حقیقی پھونکیں۔ یہ کئی ورق نہیں بلکہ کئی طبق ہیں کہ اس سے ذکر کے اقسام پکائے جاتے ہیں اور انواع افکار پرورش پاتے ہیں۔ راقم سطور کلیم اللہ نے اِن نعمتوں کو صاحبان نعمت کے دروازوں سے گدائی کرکے جمع کیا ہے۔ یہ خوان اُن سچے بھوکوں کے واسطے جنکی اشتہائے صادق میں کذب کا گذر ہی نہیں ہے اور انکی چاشنی غذا حلاوت وصال سے طیار کیا ہے۔ ہر نوالہ اس پیالہ کا بے قرار بھوکے کے واسطے ہے دوسرے کے لائق نہیں اور ہر ٹکڑا اس روٹی کا صاحب ذوق ہی کو پہنچتا ہے۔ بے ذوق کو بے مزہ معلوم ہوتا ہے تقسیم کرنا ان طرح طرح کے کھانوں کا ایسے قلندر کو سونپا جاتا ہے جو فی الواقع مذاق طریقت کو پہونچا ہوا ہے۔ جو ہر چکھنے بیٹھے سوکھے اور روکھے کا ساتھی ہو تاکہ وہ ہر طالب کی استعداد کے لائق اسکا حصہ پہنچا دے اور ہر صاحب ذوق کو اُسکے حوصلہ کے اندازہ پر یہ نعمت چکھا دے۔ اس سے پہلے ایک مرقعہ برہنگان عالم ظاہری کے واسطے سیا گیا تھا تاکہ بدن کو لباس تقوی سے آراستہ رکھیں۔ آج کے دن کہ پہلی تاریخ ماہ ذی قعدہ ۱۱۳۰ ہجری کی ہے بدرخواست بعض دوستان دلی کے یہ چند لقمے اس کشکول میں جمع کردیے ہیں تاکہ صاحبان ذوق و ارباب شوق حصہ کامل حاصل کریں اور اس عاجز کی دعائے خیر سے مدد فرمائیں۔ لنسال اللہ ان لا نسال منہ الا ایاہ لعز من اجتباہ لا ولیتہ التی کالات واصطفاہ

تمہید

معلوم کرنا چاہیئے کہ یہ رسالہ مرتب کیا گیا ہے ایک مقدمہ دو وصل اور ایک خاتمہ اور اسکے ذیل میں قول کلی ہے **مقدمہ** اعلم اوصلک اللہ تعالی الی اعلی مدارج العارفین۔ معلوم کر اے شخص پہنچاوے تجکو اللہ تعالی عارفوں کے درجوں پر قبل ازیں کہ وہ وجود مطلق وجود ظلی سے معیت اطلاقیہ کرکے چھپا ہوا تہا اور اس بے نشان کا نشان ظاہر نہ تہا اپنی محبت کے سبب آپ ہی آپ اصل سے نیچے نزول مراتب الٰہی اور کیانی پر فرمایا اور ہر متعین پر باعتبار اس خاص تعین کی تقید سے باسم عاشق ظاہر ہوا اور باعتبار اٹھہ جانے اُس تقید کے وہ تعین باسم معشوق جلوہ گر ہوا۔ پس کمال ہر تعین کا یہ ہے کہ جس بیرنگی سے یہ ظاہر ہوا ہے اُسکو پہونچے اگرچہ سب تعینات ممکنات ہیں مگر ہمارا زیر بحث انسان ہے جو محل ظہور ذات وصفات ہے اور یہ تمام تعینات سے بوجہ اُٹہانے امانت کے ممتاز کیا گیا ہے لہذا کمال انسانی کا یہ ہے کہ حسبہ فانی اللہ پر ہوکر باقی بقاءاللہ ہو جائے۔ سیر اول سیر الی اللہ ہے اور دوسری سیر فی اللہ ہے۔ سیر اول کو نہایت ہے اور سیر فی اللہ کی نہایت نہیں ہے **لقمہ** وصل عبارت ہے جملہ اشیا سے ترک تعلق کرنا اور کسی کونی چیز کی طرف التفات نکرنا۔ بیرنگی محض میں گم اور ہلاک ہو جانے سے مراد ہے۔ مقدمہ ابتدا اس حال کی بیخودی جملہ حواس سے ہے۔ یہ حالت مثل موت کے ہوتی ہے۔ فرق صرف اس قدر ہے کہ موت میں حضور نہیں ہوتا اور اسمیں حضور ہے۔ خدا تعالی کی طرف راستہ چلنے والا جب اس حد کو پہنچتا ہے اسم ولایت کا اُسپر مقرر ہوتا ہے گو یہ حالت ایک گہڑی بھر کے لئے ہی حاصل ہو۔ اگر اس حالت سے عالم صحو یعنے عالم ہوشیاری میں آجاوے وہ اصحاب تمکین سے ہوگیا۔ یعنے اپنی جگہ پر ٹہیر گیا اور اگر اسی حالت بیخودی اور سُکر میں مبتلا رہا تب اصحاب تلوین سے ہوگیا۔ یعنی ایک جگہ نہ ٹہیرا بلکہ گوناگون رہا۔ حاصل یہ ہے کہ خدا تعالی کی طرف راہ چلنے والا ہمیشہ اپنی نظر مشاہدہ گم ہو جانے پر رکھے تب تو وہ اس راستہ کو طے کرلے گا۔ اور اگر اپنے داہنے بائیں دوسرے تعینات کے مکاشفہ میں متوجہ ہوا تو سیدہے راستے سے بہٹک جائے گا۔

لقمہ جاننا چاہیئے کہ کتب سلوک میں ہر ایک مقام کو ایک خاص وصف سے آراستہ و پیراستہ کیا ہے

یعنے تسبیح وتہلیل اور نوافل میں مشغولی زیبندہ ہے۔ جب ایک شے کی لذت حاصل ہوگی اُسی میں مشغول رہنے کو جی چاہے گا اور ہمت ادا کیے کرنے پر مضبوط ہوگی اگر ہر ایک مقام کی طرف توجہ کی جائے گی تب طلب الکل فوت الکل کا معاملہ ہوجائے گا۔ اور متردد ہوگے کونسے کام میں مشغول ہوں۔ اس طریق پر چلنے کے لیئے ہر ایک صاحب سلوک پیران ارشاد کا جدا طریق ہے۔ میرا اختیار کیا ہوا یہ راستہ ہے کہ سالک اپنی تمام ہمت کو اس طرح مصروف کرے کہ بعد ادا کرنے فرائض اور سنن موکدہ اور دیگر ضروری زوائد و وظائف کے طریق ذکر و فکر و اُنس اختیار کرے اور اپنی ساری کوشش و ہمت کو اپنی ہستی موہوم کے فنا کرنے میں صرف کرے اوسوقت تک کشش عنایت الٰہی اوسکو اپنے طرف کھینچ لے اور سرحد فناء الفنا تک پہونچادے کہ ذات اسی کی ذات جانے اور صفت اُسکی صفت دیکھے۔ اثر اسیکا اثر اور فعل اسی کا فعل سمجھے۔ جو امور اس کام میں مدد دیں اُنکی طرف مشغول ہو۔ اور جس فعل سے اس امر میں خلل واقع ہو اس سے کنارہ کرے کیونکہ مقصود ہر صاحب شغل کا معرفت الٰہی ہے اور اس امر پر جملہ صاحبان سلسلہ متفق ہیں۔ عبارتوں کو زینت دینا اور اشارات کی طرف متوجہ ہونا۔ جبتک یہ مرتبہ حاصل نہو چھوڑدے۔ اپنی مشغولی مع دہیان رکھے جس سے اُسکو ربودگی حاصل ہو۔ ربودگی یعنی اپنی بےخبری حاصل ہونیکے لئے ذکر و فکر سے بہتر اور کوئی دوسری شے نہیں البتہ بعض ذکر بعض اذکار پر مقدم ہیں۔ کیونکہ مشائخ طریقت نے جو اس راستہ کے رہبر بیماران طلب حق کے حکیم ہیں اُنکو اسی طرح تدوین کیا ہے لقمہ مشائخ طریقت رضوان اللہ علیہم اجمعین کے حدود اقسام ذکر و فکر مختلف اور بہت سے اقوال ہیں شیخ عبدالرحمان اسلمی رحمۃ اللہ علیہ نے اسکی عمدہ طور پر تشریح کی ہے وہ فرماتے ہیں کہ ذکر کی کئی قسم ہیں ایک ذکر زبان ہے جو ظاہر ہے دوسرا ذکر دل کا ہے وہ یہ ہے کہ دلکو خطرات نفسانی اور وسوسہ شیطانی سے پاک رکھے خطرات دلمیں نہ آنے دے تب تو ذکر حق تعالیٰ میں گم ہونے کا مرتبہ حاصل ہوگا۔ اور ایک ذکر سر ہے اوسکے معنی اپنے باطن کو یاد الٰہی سے بھر دینا ہے کہ کوئی خطرہ رستہ ہی نپاوے۔ اور سر ایک لطیفہ قلب کے اوپر ہے۔ ہمیشہ ذکر حق میں حاضر رہنا ذکر سری سے ہوتا ہے۔ ذکر قلبی سے دوام حضور حاصل نہیں ہوتا کیونکہ دل ہر گھڑی بدلتا رہتا ہے۔ اور ایک ذکر روحی ہے اور وہ فانی ہونا ذکر کرنے والے کا ہے

اپنی صفت سے ذکر روحی میں ذاکر دیکھتا ہے کہ حق سبحانہ تعالیٰ اُسکا ذکر کرتا ہے پس اس حال میں نہ اوسکو ذکر رہتا ہے نہ وصف نہ علم کیونکہ حق تعالیٰ اس سے پہلے ذکر کرتا ہے کہ وہ ذکر کرے۔ **شعر** عجب است باوجودت کہ وجود من نماند؛ تو بگفتن اندر آئی و مرا سخن نماند؛ حضرت عبدالرحمٰن اسلمی رحمۃ اللہ علیہ دربارۂ فکر، فرماتے ہیں کہ فکر کے بھی چند اقسام ہیں۔ ایک فکر کرنا سالک کا اپنے حال پر ہے کہ اُس سے احکام الٰہی کے خلاف کس قدر گناہ صادر ہوئے ہیں اور اپنے ذات کو حقوق رب العزت عزوجل کے ادا کرنے میں کس قدر عاجز پاتا ہے۔ اور ایک فکر کرنا سالک کا ہے اس امر میں کہ حق سبحانہ تعالیٰ نے اوس کے ساتھ بیحد احسان اور الطاف فرمائے ہیں۔ اور اسنے اُسکے مقابلہ میں شکر ادا نہیں کیا۔ یا ناقص شکر ادا کیا یا شکر بالکل ادا ہی نکر سکا اور ایک فکر کرنا ہے اس امر میں کہ معلوم نہیں ازل میں جف القلم بما هو کاین اما السعادة واما الشقاوة میں سے کس پر چل گیا۔ اب وہ امر مقدر شدہ جلوہ دکھلانگا دیکھیے سعادت و شقاوت دونوں میں سے کیا ظہور میں آتا ہے اور ایک فکر کرنا ہے حق سبحانہ وتعالیٰ کی نادر و عجیب صنعت گری عالم ملکی و ملکوتی میں اور اس تفکر کرنے سے غلبہ عظمت و کبریائی حق جل وعلی کا اسکے دل پر مزید ہوتا ہے اور تازہ ہو جاتا ہے پس ان تفکرات سے سالک وعدہ اور وعید کو یاد کرتا ہے۔ اسکے بعد حضرت عبدالرحمان اسلمی رح فرماتے ہیں کہ ہم نشین فکر کرنیوالے کا نفس ہے اور ہم نشین ذکر کرنیوالا کا حق سبحانہ تعالیٰ ہے اسی سبب سے ائمہ سلوک نے ذکر کو فکر پر ترجیح دی ہے۔ واضح ہو کہ ذکر صفت حق تعالیٰ عزوجل کی ہے بخلاف فکر کے وہ صفت انسان ہے پس صفت حضرت رب العزت کامل تر ہے اوس صفت سے جو اوسکی نہیں ہے اور ذکر در حقیقت رجوع کرنے والا ذات الٰہی کی طرف ہے۔ کیونکہ نتیجہ معرفت و محبت کا ہے۔ اور متفکر اپنے نفس کے مطالبہ۔ وقت۔ حال۔ کمی۔ بیشی۔ زیادتی۔ اور نقصان کے خیالات اور محاسبہ اعمال میں رہتا ہے۔ ہاں فکر پیرو ذکر کا اور ذکر پیرو فکر کا ہے۔ لیکن ذکر فکر سے اعلیٰ اور بڑھکر ہے۔ کیونکہ فکر پیش خیمہ توبہ کا ہے اور ذکر سے وصول حق سبحانہ وتعالیٰ حاصل ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ عزوجل فرماتا ہے فاذکرونی اذکرکم یاد کرو تم میری مَیں یاد کروں گا تمہاری۔ اس آیت شریف میں اپنے ذات کو ذکر سے موصوف کیا ہے فکر سے متصف نہیں فرمایا ہے۔ لقمہ عارف ربانی

حضرت شیخ عبدالکریم جیلی ثم الزبیدی رحمۃ اللہ فرماتے ہیں کہ اس شخص کی علامت جسکو ذکر قلبی حاصل
ہو یہ ہے کہ وہ ہر شے سے یا بعض شے سے ہر وقت یا اکثر وقت جیسے کہ اسکو اس ذکر میں دسترس ہے آواز
اس ذکر کی سنتا ہے اور علامت اُس شخص کی جس کو ذکر روحی کا شغل حاصل ہو یہ ہے کہ وہ ہر شے سے وہ تسبیح
جو اس شے کی ہے سنتا ہے اور بجز حق تعالیٰ سبحانہ کے فاعل کو درمیان میں نہیں دیکھتا اور احمد بن غیلان
مکی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ ذکر قلب میں برابر حضور حق و خلق کا ہے اور ذکر روح میں غلبہ حضور حق کا ہے اور
ذکر سر یہ ہے کہ سوائے حضور حق اور دوسری حضوری اسکو نہو اور ذکر خفی یہ ہے کہ وجود روح میں جب
جاوے جیسا کہ ذکر سر میں اشیا سے حضوری نہ رہی تھی اس میں وجود سے بھی حضوری نہ رہے۔ کلام
حضرت شیخ عبدالکریم جیلی اور احمد غیلان علیہما الرحمۃ کا تمام ہوا لقمہ۔ جاننا چاہیے۔ ذکر ضد نسیان
کی ہے غفلت حق سبحانہ تعالیٰ کی جیسے نسیان ہے اور اس غفلت کی جگہ اسکی یاد قائم ہو جاوے تو یہ ذکر ہے
جو کچھ اس یاد سے یعنے ذکر سے مقصود حاصل ہو اسکے ساتھ توسل کرنا عبادت ہے سواء کان اسماً
او رسمًا و فعلاً او جسمًا او جسمانیًا او مجردًا او غیر ذلک اور جو مقصود نسیان سے حاصل ہو
اوسکا توسل کرنا گمراہی اور بطالت ہے سواء کان اسماً او غیر ذلک پس صوفی کو لازم ہے کہ اپنے
سب کاموں میں اور بات چیت کرتے وقت اور ہر حال میں آگاہ اور خبردار ہے اور حق سبحانہ تعالیٰ کی یاد
سے بشرط آگاہی ہر حال میں ذاکر ہے اور غفلت کا نتیجہ غفلت ہے۔ ع گر یا تو بوم مجاز من جملہ
نماز ٭ ور بے تو بوم نماز من جملہ مجاز ٭ لقمہ بعض اہل سلوک فرماتے ہیں کہ ذکر کی بہت سی قسمیں
ہیں ذکر زبانی جسکے ذیل میں ذکر جہر و ذکر خفی ہے۔ ذکر قلب۔ ذکر روح۔ ذکر سر۔ ذکر خفی و ذکر
اخفی ذکر زبانی میں ضرور ہے کہ حروف کی ہیئت اور انکا اپنی اپنی جگہ آگے پیچھے ہونا۔ انکی حرکات
زیر۔ زبر۔ سکون۔ وغیرہ کا صحیح طور پر ادا کرنا جو ذکر آواز سے پکار کر کیا جاوے وہ ذکر جہر ہے
اور جو بلا آواز ظاہر کے آہستہ کیا جاوے وہ ذکر خفیہ ہے اور ذکر قلب حرف لفظ کا خیال کرنا یا اس اسم کا
جسکا ذکر کرتا ہے اُسکا مدلول دلمیں حاضر ہوتا ہے بے اعتبار آگے پیچھے ہونے حرکات و سکون وغیرہ کے
اور ذکر روح میں لفظ سے بھی فراموشی ہوتی ہے صرف حضور سے اُس اسم کا ہوتا ہے جسکا ذکر کیا جاتا ہے

اور یہ امر یعنی حضور سے اور فراموشی لفظ حسب حالات ذاکرین مختلف ہوتی ہے کسی کو گاہ گاہ ہوتی ہے اکثر نہیں ہوتی۔ کسیکو یہ حالت اکثر ہوتی ہے۔ بعض کو ہمیشہ یہی حالت رہتی ہے مگر یہ شعور رہتا ہے کہ میں ذاکر ہوں اور مقصود میرا مذکور ہے۔ یہ سب درجہ کمی کے ساتھ ہیں۔ نہایت یہ ہے کہ خیال ذکر سب کا اٹھ جاوے بجز مذکور کے معلوم ومفہوم نرہے اور لذت ذکر اور علم اس لذت کا بھی نرہے۔ ذکر خفی واخفی من حیث المراتب ایسے ہی مقامات رکھتے ہیں لقمہ حضرت شیخ شرف الدین احمد یحیی منیری بہاری رحمۃ اللہ علیہ رحمۃ واسعۃ فرماتے ہیں کہ ذکر چار طرح کا ہے۔ پہلا ذکر زبان سے ہے اور دل اس میں غافل ہوتا ہے۔ دوسرا ذکر زبان ہے کہ زبان ذاکر ہے اور دل اسکا مددگار۔ البتہ کبھی کبھی ایسا ہوتا ہے کہ دل غافل ہو جاتا ہے۔ تیسرا ذکر یہ ہے کہ زبان اور دل دونوں ذکر میں موافق ہیں۔ زبان سے لفظ ادا ہوتے ہیں اور دل میں یاد قائم رہتی ہے مگر کبھی کبھی دونوں غافل ہو جاتے ہیں۔ چوتھے زبان تو غافل ہوتی ہے یعنے زبان سے تو کوئی لفظ ادا نہیں ہوتا مگر دل حاضر وذاکر ہے۔ یہ انتہائے مقامات ذاکرین ہے۔ اصلی کام حضوری اور آگاہی ہے اور یہی مقصود ذکر سے ہے اس مرتبہ میں ذاکر اپنے دل کی آواز سنتا ہے اور اس آواز کو سواے ذاکر کے اور کوئی نہیں سن سکتا۔ لقمہ بعض مشائخ طریقت رحمہم اللہ فرماتے ہیں کہ مبتدی کے حال کے مناسب ذکر ہے اور متوسط کی تلاوت قرآن شریف اور منتہی کے لائق حال نماز نفل ہے۔ حضرت شیخ کلیم اللہ جہان آبادی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے تو یہ امر اختیار کیا ہے کہ ذکر خفی کیا جاوے اور دلکو صاف کیا جاوے غیر کے نقش سے یعنے کسی طرف بھی خیال نہو اور اکیلا کیا جاوے مقصد طرف حضور حق کے اور اُنس وفنا کے اور مٹا دینا خودی کا اور محو ہو جانا یاد حق میں حاصل کیا جاوے۔ حاصل یہ ہے جیسے کہ وسوسہ وخطرات مختلف ولیر دم طاری رہتے ہیں اُنکی جگہ صرف یاد حق رہجاوے یہ بہترین راستہ قرب الٰہی حاصل کرنے کا ہے۔ ایسی حالت ہمیشہ رہنے سے بعض قسم کی عبادات فوت ہونگی۔ مگر یہ طور اُنکے نقصان کا اچھا بدلہ دے گا لقمہ اقسام ذکر لقمہ ہائے ماسبق میں بیان ہو چکے اب بعض آداب ذکر بیان کئے جاتے ہیں۔

جاننا چاہیے کہ آداب ذکر کتاب منہج السالک الے اشرف المسالک میں بیس مرقوم ہیں۔ تقسیم اُنکی اسطرح ہے کہ پانچ ذکر کرنے سے پیشتر اور بارہ ذکر کرتے وقت اور تین بعد ذکر سے فارغ ہونیکے جیسا

ذکر شروع کرنے سے پیشتر کے پانچ یہ ہیں۔ اول توبہ۔ دوم اطمینان یعنی دل کو وسوسہ و خیالات فاسدہ سے فارغ کرنا۔ تیسری طہارت جیسے نماز میں ہوتی ہے۔ چوتھے طلب استمداد شیخ سے پانچویں یہ سمجھنا کہ یہہ امداد آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی ہے۔ اور آپ لطف خدا و عون الٰہی سے مستفیض تھے اور دوران ذکر کے بارہ آداب یہ ہیں اول ذکر کرتے وقت چارزانو یعنے مربع بیٹھنا یا بطور قعدہ نماز کے بیٹھنا۔ دوم دونوں ہاتھ دونوں رانوں پر رکھنا۔ سوم خوشبو کپڑوں یعنے لباس اور بیٹھنے کی جگہ پر ملنا۔ چہارم پاک کپڑے پہننا پنجم ایسے حجرے میں بیٹھنا جس میں اندھیرا ہو۔ ششم دونوں آنکھیں بند رکھنا۔ ہفتم کانوں کے دونوں سوراخ میں روئی رکھنا یعنے بند کرنا ہشتم اپنے مرشد کی صورت کا تصور رکھنا اور یہ شرط بہت ضروری ہے۔ نہم ظاہر و باطن میں صدق و اخلاص صدق سے مراد عمل پر مبالغہ نہو یعنے عجب نہ پیدا ہو اور اخلاص سے عدم ریا و سمعہ ہے یعنے یہ ذکر دکھاوے یا خوش ہونے کے لئے نہو۔ یازدہم اختیار کرنا کلمہ توحید کا دیگر اذکار پر۔ دوازدہم ذکر کرتے وقت اُن الفاظ کے معانی جنکا ذکر کیا جاتا ہے ذہن میں حاضر ہوں یعنے ہر بار ذکر کرتے وقت کلمہ طیبہ کے ذکر میں موجود وہمی کی نفی کرنا اور موجود حقیقی کا مراقبہ و اثبات حضرت شیخ کلیم اللہ جہاں آبادی رحمۃ کے نزدیک یہ شرط ادب دوازدہم نہایت ضروری لازمی اور تاکیدی ہے۔ ذکر کے بعد تین ادب یہ ہیں۔ کہ اول بعد ذکر کچھ دیر خاموشی اختیار کرے دوم بعد ذکر تھوڑی دیر دم کو حبس کرے۔ سوم ذکر سے فارغ ہوتے ہی ٹھنڈا پانی نپیوے اور نہ ٹھنڈی ہوا کھائے اور نہ کسی ٹھنڈی شے کا استعمال کرے ورنہ حرارت قلبی سرد ہو جائے گی اور بے لطفی کے علاوہ امراض کے پیدا ہونے کا خدشہ ہوگا۔ صاحب منہج السالک الے اشرف المسالک نے اپنی کتاب میں یہ بھی تحریر فرمایا ہے کہ ذکر کلمہ توحید کا حضرت رب العزت سے اُنس پیدا کرتا ہے۔ اگر ذکر کرنے سے اُنس میں زیادتی نہ پاوے تو عطلت ہے یعنے بیکاری اور رائگان جاتا ہے لازم ہے بہر ذکر کرے اور تمام شرائط کو باحتیاط تمام بجا لائے۔ ابن عطاء اللہ شاذلیؒ فرماتے ہیں کہ جب کوئی شخص لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کہتا ہے عرش معلی حرکت کرتا ہے۔ کیونکہ اصل اس کلمہ کی عالم جبروت سے ہے اور اسکو نسبت ملک سے ہے اور اسکا صعود یعنے چڑھاؤ عالم ملکوت سے ہے اور وہ متعلق حقائق عالم سے نہیں ہے اور

منجملہ فوائد ذکر کلمہ طیبہ کے یہ ہے کہ جو کوئی بعد فجر کو ہزار بار طہارت کے ساتھہ ذکر کرے اسپر رزق جسمانی یا رزق روحانی آسان ہو جاتا ہے اور منجملہ فوائد ذکر کلمہ طیبہ کے یہ ہے کہ جو کوئی سوتے وقت ہزار بار ذکر کرے روح اوسکی عرش کے نیچے سے اپنی روزی حاصل کرتی ہے اور منجملہ فوائد ذکر کلمہ طیبہ یہ ہے کہ جو کوئی دوپہر کے وقت ہزار بار ذکر کرے شیطان اوسکے باطن سے شکست پاتا ہے۔ ذاکر کو شیطان پر فتح حاصل ہوتی ہے اور منجملہ فوائد ذکر کلمہ طیبہ یہ ہے کہ چاند دیکھنے کے وقت جو شخص ہزار بار اس کا ذکر کرے اللہ تعالیٰ اوسکو جمیع بیماریوں سے محفوظ رکھتا ہے اور منجملہ فوائد ذکر کلمہ طیبہ یہ ہے کہ جو شخص کسی شہر میں داخل ہوتے یا اوس سے باہر نکلتے وقت ہزار بار کلمہ مذکور کا ذکر کرے خدا تعالیٰ اوسکو امن میں اور حفظ میں رکھتا ہے اور جس چیز سے وہ ڈرتا ہے اور پرہیز کرتا ہے امان میں رکھتا ہے اور منجملہ فوائد ذکر کلمہ طیبہ یہ ہے کہ جب کوئی اکٹھا کرنے فکر اور حضور کے ساتھہ ہزار بار پڑہے اور ظالم سرکش کی طرف اوسکو بھیجے تو اوسکو پائمال کردے اور منجملہ فوائد ذکر کلمہ طیبہ یہ ہے کہ جب کوئی ہزار بار کہے بہ ارادہ کشف ہونے عالم غیب کے کشف ہوں۔ اوسپر عالم اسرار و عالم ملکوت کے اور اون میں سے ہے جو کوئی اس کلمہ کا ذکر ستر ہزار بار پڑہے اللہ تعالیٰ اوسکو بہشت بریں میں داخل کرتا ہے۔

لقمہ بعض عارف فرماتے ہیں کہ ذکر زبانی کی کثرت سے ذکر قلبی حاصل ہوتا ہے یعنے ذاکر ذکر زبانی کرتے کرتے ذکر قلبی کو پہنچ جاتا ہے۔ اس میں مطلق شک نہیں کہ ذکر زبان اور ذکر قلبی جب اکٹھے ہو جائیں تو ذکر کا کمال حاصل ہو جاتا ہے اور ترتیب اکثر سلسلوں میں ہے یعنے ذکر لسانی و ذکر قلبی کا جمع کرنا۔ لیکن اہل سلسلہ نقشبندیہ ذکر قلبی کو جذب باطن کے ساتھہ حصر کرتے ہیں اور مبتدیوں کو اسیطرح تربیت ذکر کی کرتے ہیں اور انکا مقولہ ہے ؎ اول ما آخر ہر منتہی ٭ آخر ما جیب تمنا تہی ٭ مگر ظاہر ہے کہ جو کچہہ دوسرے سلسلے کے منتہیوں کو حاصل ہوتا ہے وہ اس سلسلہ کے مبتدیوں کو حاصل نہیں ہوتا ہے ہاں طریق تربیت اس سلسلہ میں اسیطرح ہے۔ اور فرق ہے درمیان صاحب ذکر قلبی مجذوب منتہی دوسرے سلسلوں میں اور صاحب ذکر قلبی مجذوب اس سلسلہ کے **لقمہ** فقہا انکار کرتے ہیں کہ ذکر قلبی کا اور حصر کرتے ہیں ذکر کو ذکر زبانی میں۔ اور یہ صریح مکابرہ ہے کیونکہ ذکر ضد نسیان کی ہے اور یہ یاد دل ہو

صفت قلب کی ہی ہاں ہر ایک ذکر زبانی یا قلبی کے جدا جدا احکام ہیں لقمہ جاننا چاہیئے کہ حبس نفس ذکر کرنے کے وقت قوی اصل ہے بلکہ درحقیقت یہ اصل الاصول ہے۔ خطرات اور وسوسوں کے دور کرنے میں۔ چشتیوں۔ کبرویوں۔ شطاریوں۔ اور قادریوں نے تو ذکر میں اسکو شرط کیا ہے مگر نقشبندیوں نے شرط نہیں گردانا ہے مگر اوسکی اولیت کے منکر نہیں ہیں۔ لیکن فقرار خاندان سہروردا اسکے خلاف ہیں وہ کہتے ہیں کہ ذکر کے لیئے حبس نفس نہ چاہیئے۔ شیخ شہاب الدین عمر سہروردی اور شیخ زین الدین خوافی کا یہی مسلک ہے اور یہ دونوں بزرگ اکابر خاندان سہروردیہ ہیں۔ حضرت شیخ کلیم اللہ جہان آبادی فرماتے ہیں کہ اسجگہ دو امور ہیں۔ ایک حبس نفس دوسرا حصر نفس۔ اور حبس نفس بہی دو قسم پر ہے تخیلہ اور تملیہ۔ تخیلہ تو یہ ہے کہ دم کو پیٹہہ کی طرف سے کہینچتے ہیں اور ناف اور اوسکے اطراف کو پیٹ کی طرف ملاتے ہیں اور دم کو سینہ میں قید کرتے ہیں۔ اور بعض مشائخ فرماتے ہیں کہ دم کو دماغ میں قید کرنا چاہیئے اور حبس دم کرتے ہوئے یہ ضرور نہیں ہے کہ انگلیاں ناک کے نتہنوں یا کان کے سوراخوں میں دے لیں یا آنکہیں بند کریں۔ ہاں بعض لوگ احتیاطاً کیا کرتے ہیں۔ اور اصل طریقہ اس عمل کا یوں ہے کہ حوض میں جاکر اور غوطہ مار کر یہ عمل کریں۔ یہ طریقہ حضرت خضر علیہ السلام نے حضرت شیخ عبدالخالق غجدوانی کو تلقین فرمایا تہا۔ اس طریقہ پر عمل کرنے سے نفع کی بہت امید ہے۔ اور تملیہ کہینچنا دم کا ہے باطن کی طرف اور بند کرنا پیٹہہ میں کہ نفخ ہو۔ اسصورت میں بہ سبب نفخ بطن کے ناف پیٹ سے بہت دور ہو جاتی ہے۔ پہلی صورت میں گرمی بہت پیدا ہوتی ہے اور دوسری صورت میں کہانا خوب ہضم ہوتا ہے اور حصر نفس عبارت ہے قطع کرنے دم کو دونوں طرف سے یعنے نہ تو باہر کی طرف کہینچیں اور نہ اندر کی طرف بلکہ بند کرلیں۔ اسکو اس میں کچہہ شک نہیں کہ اس سے بہی حرارت پیدا ہوتی ہے لیکن اسکی حرارت حبس نفس کی حرارت سے کمتر ہے۔ یہ سب باتیں مسافر کے حق میں ہیں۔ مگر نفس مقیم کا حرارت اور برودت کے ساتہہ متصف نہیں ہے۔ اور دل کی حالت بدلنے کو کوئی تقاضا نہیں وہ تو اپنے حال پر ہی رہے گا۔ حبس دم میں اور اُسکے چہوڑنے میں اور حصر نفس میں اور اُسکے مطلق کرنے میں۔ جو کوئی پہچانتا ہے اوسکو وہ کرلیتا ہے کسوٹی (معیار) ہر ذکر کے واسطے۔ پس وہ دائم الذکر ہو جاتا ہے اور السبات کا خوب

خیال رکھنا چاہیئے کہ جب عمل حبس دم شروع کرے جو غذا بہت مرطوب ہو۔ یا بہت کمتی ہو اوسکو چھوڑ دے۔
کبھی کبھی دوران شروع ذکر میں ناک کے نتھنے یا کان کے راستہ سے خون آجاتا ہے۔ اس سے ڈرنا نہ چاہیئے
بلکہ اپنے کام میں لگا رہے۔ یہ عارضی بات ہے جلد دفع ہوجائے گی اور گرم کہانے سے یعنے اشیاء گرم مزاج
کے استعمال سے پرہیز کرے کہ حرارت ہوجاوے گو وہ اصل ہو یا عارضی ہر حال میں مرض کے پیدا ہونے کا
اُس سے خدشہ ہے۔ اور حبس نفس کرتے وقت گنتی میں یک لخت زیادتی نکرے یعنی جس اسم کا ذکر کرتا ہے
وہ شمار میں زیادہ نکرے۔ آہستہ آہستہ اور بتدریج بڑہاوے ایسا ہو کہ کثرت سے کرنا مانع ترقی ہوجاوے۔ اور
جب دم کو چھوڑے آہستہ اور ناک کے راستہ سے چھوڑے کہ مونھہ سے چھوڑنے میں ضرر ہے اور احتیاط اس
امر میں کرنی چاہیئے کہ بہوکہہ کے وقت یا حالت شکم سیری میں حبس نفس نکیا جاوے۔ حالت اعتدال میں
حبس نفس کرے۔ یہ نئے شروع کرنے والوں کے واسطے شرط ہے اور جسکو اسکا ملکہ ہوجاوے وہ ہر وقت
کرسکتا ہے۔ ہمارے مشائخ طریقت رضوان اللہ علیہم اجمعین نے یہ عمل جوگیوں سے حاصل کیا ہے اور جوگی
حبس دم کرنے میں بہت بڑے مشاق ہوتے ہیں۔ **لقمہ** بعض اہل معارف کا فرمودہ ہے کہ جب نفس انسان
صفاء باطنی و پاکیزگی۔ اُسکی محسوسات اور مالوفات کو حاصل کرلیتا ہے اور بعد تکمیل استغراق ذکر
میں نعمت حضوری اسکو حاصل ہوتی ہے اور ربط روحانیات حاصل ہوجاتا ہے تو اسکا نفس ساتھہ ایک نسبت
کے روشن ہوجاتا ہے پس وہ مشاہدہ کرتا ہے نور ذات حق سبحانہ تعالی شانہ کو اور اُسکے احکام اور مرادوں
پر خبردار ہوجاتا ہے پہر وہ نور بصیرت ذاکر کی آنکھوں میں آجاتا ہے پس وہ جوارح ظاہرہ سے عالم
غیب کو صیافت کرلیتا ہے اسوقت وہ اس عالم سے اپنی ظاہر و باطن میں نکل جاتا ہے۔

لقمہ جاننا چاہیئے کہ تمام مقامات میں سب سے پہلا مقام توبہ ہے۔ اور آخر جمیع مقامات حیرت ہے۔ بعض
مشائخ رحمہم اللہ علیہم رضا اور تسلیم کو آخری مقام فرماتے ہیں (انکے ہر دو مقامات ابتدائی اور انتہائی درمیان
بہت سے مقامات مثلاً انابت۔ زہد۔ فقر۔ توکل۔ صبر۔ شکر۔ محبت وغیرہ ہیں) حیرت دو قسم ہے۔
حیرت ممدوحہ اور حیرت مذمومہ۔ حیرت مذمومہ شک ہے اور تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ حال و کمال
ذات حق سبحانہ تعالی شک میں نہیں ڈالتا ہے بلکہ حیرت کی طرف بلاتا ہے۔ مگر کبھی کبھی حیرت و شک میں

اشتباہ ہو جاتا ہے۔ پس خوب یاد رکھنا چاہیے کہ حیرت تو ایک شے کے پہچاننے اور اُسکے پانے کے بعد پیدا ہوتی ہے اور شک انکار و جہل سے پیدا ہوتا ہے۔ حیرت حضور میں ہوتی ہے اور شک غیبت میں ہوتا ہے۔ متحیر شخص جس شے میں حیرت کرتا ہے اوسکی کنہ و حقیقت کے پانے میں مراتب طے کرتا ہے کیونکہ اوسکو اس شے کی ماہیت دریافت کرنیکا شوق ہے اور شک کرنے والا پستی کی طرف رجوع کرتا ہے اور عدم توجہی و جہل کے سبب نیچے گرتا جاتا ہے۔ اور بعض مشائخ نے فرمایا ہے کہ حیرت دو چیز سے مرکب ہے۔ ایک وجود کا علم دوسرے کنہ نہ جاننے کا۔ اور شک علم و جہل دونوں میں متذبذب ہے۔ شک کرنے والے کے نزدیک نہ جزو علمی متحقق ہے نہ جزو جہل معلوم ہے اوسکو علم بھی اوسکے ہونے میں مشکوک ہے۔ اور جہل بھی اسکی ثبوت کے لیئے مشکوک ہے۔ شک کرنیوالیکا کام ہمیشہ درمیان لا و نعم کے رہتا ہے اور حیرت مذمومہ اسی شک کو کہتے ہیں۔ اور حیرت ممدوحہ اسکے مقابل میں ہے جیسا کہ اس تتمہ میں بیان کیا گیا۔ حیرت مذمومہ عوام کے حصہ میں ہے اور حیرت ممدوحہ خواص کا حصہ ہے جو آخر مقامات سلوک کا ہے۔ **فائدہ** حاصل حیرت ممدوحہ کا یہ ہے کہ وجود کا علم متحقق و ثبوت ہے۔ فاما اوسکی کنہ و حقیقت کو نہیں پہونچ سکتے **تتمہ۔ انوار کے بیان میں۔** انوار جو ظاہر ہوتے ہیں مختلف طرحکے ہوتے ہیں۔ کسی کا رنگ سفید ہوتا ہے کبھی سبز کبھی برنگ عقیق ظاہر ہوتے ہیں اور سب سے آخری کا رنگ سیاہ ہوتا ہے اور یہ نور جبروت کا ہے۔ ذاکر کو جاننا چاہیئے کہ اگر نور داہنے کندھے کے نزدیک سے ظاہر ہو وہ نور فرشتہ کاتب یمین یعنی داہنے کرام کاتب کا ہے اور اسیطرف اگر فساد در ہو پس وہ نور شیخ کا ہے اور اگر نور سامنے سے ظاہر ہو وہ نور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے اگر نور بائیں کندھے کے متصل ظاہر ہو وہ نور فرشتہ کاتب یسار ہے یعنی بائیں کرام کاتب کا ہے اور جو اسی طرف ذرا فرق سے ہو تو وہ فریب شیطان کا ہے۔ اسیطرح اگر کوئی صورت بائیں طرف ظاہر ہو وہ بھی فریب ابلیس ہے اور اگر نور اوپر یا پیچھے ظاہر ہو تو وہ نور فرشتگان محافظ کا ہے۔ اگر بلا کسی سمت کے ظاہر ہو اور اسکے ظاہر ہونے سے دلمیں ہیبت آوے اور حضور نہ ہے تو وہ بھی مکر ابلیس ہے۔ اور اگر وقت ظہور نور کے حضور ہو اور چلے جانے کے بعد شوق و اشتیاق قائم رہے پس وہ نور مطلوب کا ہے اور اگر سینہ کے اوپر یا بالائے ناف ظاہر ہو وہ بھی فریب ابلیس ہے۔ اور اگر بالائے دل ظاہر ہو وہ نور دل کا ہے۔ یعنے صفائی

قلب کی ہے طالب کو چاہیے کہ انیس سے کسی پر نازاں نہو اور نہ کشادگی قلب چاہے اپنے کام میں لگا رہے لقمہ مشائخ رضے اللہ عنہم کا اس امر میں اختلاف ہے کہ آیا عارف کو ہمیشہ مشاہدہ رہتا ہے یا ہر وقت نہیں رہتا۔ ایک گروہ کا مقولہ ہے کہ عارف کو ہمیشہ مشاہدہ حاصل رہتا ہے اور ایک گروہ کا ارشاد ہے کہ ہمیشہ مشاہدہ نہیں رہتا ہے۔ ایک عارف کا فرمودہ ہے کہ مشاهدة الابرار بين التجلي والاستتار یعنے اچھے لوگوں کا مشاہدہ تجلی اور استتار کے پاس ہے۔ نفس امر یہ ہے کہ جب دل کا ربط مضبوط اور مستحکم ہو گیا اب وصول تو زائل نہیں ہوتا یعنے وہ دلی تعلق تو نہیں جاتا۔ ہاں مشاہدہ انوار گاہ گاہ ہوتا ہے گاہے نہیں ہوتا۔ یہی معنی الوقت سیف قاطع و برق لامع کے ہیں لقمہ بیخودی اور محویت میں ایسی حالت طاری ہوتی ہے کہ انکے بیان میں تحریر و تقریر کا قافیہ تنگ ہے یعنے اوسکے حالات بیان کرنیکو الفاظ نہیں ملتے اور اسوقت سوائے احدیت حق سبحانہ و تعالی کے دوسرے شے موجود ہی نہیں ہوتی۔ یہاں ایک سوال عائد ہوتا ہے اگر کوئی شخص کہے کہ وجود مطلق حق سبحانہ ہرگز مدرک نہیں ہوتا اور جو کچھ ادراک یا دریافت میں آوے وہ حادث ہے۔ صورت ذہنی بھی عالم سے ہے اور عالم حادث ہے۔ وجود مطلق قدیم ہے حادث قدیم نہیں ہو سکتا اور جو قدیم ہے وہ ہمارا مدرک نہیں ہو سکتا کیونکہ ہم حادث ہیں۔ اسکا جواب ہم دیتے ہیں کہ فی الواقع بات یہی ہے جو تم نے کہی لیکن سالک حالت فنا و بیخودی میں غافل ہو جاتا ہے اُس نسبت سے جسکا تقاضا دو نسبت۔ منسوب اور منسوب الیہ کو ثابت کرتا ہے پس یہاں ادراک کا عدم ہے نہ کہ عدم کا ادراک اور حضرت ابوبکر صدیق رضے اللہ عنہ کا یہ قول اسی طرف منجر ہے العجز عن درك الادراك ادراك یعنی حق سبحانہ و تعالی کی ذات پاک کے پانے سے عاجز ہونا بھی اوسکی ذات کا پانا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ ہر شے کی معلومات سے غافل ہونا بھی پانا ذات احدیت کا ہے۔ پھر اگر کوئی یہ اعتراض اور کرے کہ حضرات مشائخ رضے اللہ عنہم کے اس قول کے کیا معنی ہیں اور معانی شہود الذات تجلی الذات حجبة الذات معرفة الذات کیونکر ثابت ہونگے اسکا جواب یہ ہے کہ عرفان کا نتیجہ یہ ہے کہ ہر چیز کو اپنے موقع اور مرتبے پر رکھے اور ہر شے کے حق کا لحاظ رکھنا ہے جنکا یہاں مقصود ہے وہ دو امر ہیں ایک ذات بحت ساذج اور دوسرے اسکے سوا جو امور ہیں پس امر اول ذات بحت کا حق اسکا ثابت کرنا ہے اور حق امور ثانی جو اسکے سوا ہیں انکا نفی کرنا ہے۔

امر اول کا حق یہ ہے کہ شناخت ہی میں نہیں آسکتا ہے اور امر ثانی کا حق یہ ہے کہ جیسا ہے ویسا ہی پایا جائے
پس جو امر اول میں معرفت کا قصد کرے یا امر دوم میں اُسکا انکار کرے وہ کام سے دور رہیگا۔ پس ثابت
کرنا حق کا حق اور ثابت کرنا باطل کا باطل یہی ہے معرفت نہ پانے شے سے یہ نہ متحقق ہونا اس شے کا فی الواقع
لازم نہیں آتا۔ **ف** غور کرنا چاہیئے عقل سے جملہ امور دریافت کرتے ہو ہر شے کی ماہیت حسب عقل خویش
پاتے ہو لیکن خود عقل کے پانے سے مجبور ہو) پس ذات حق سبحانہ تعالی ثابت شدہ اور تحقیق شدہ غیر معروف
ہے اور ورا ذات سب امور سے غائب ہونا ہی یعنی شہود ذات کے ہیں اور ان امور ورائے ذات کا آنکھوں
سے چھپ جانا تجلی ذات ہے اور ان امور ورائیہ کی محبت توڑ ڈالنا محبۃ الذات ہے اور ناآشنائی ان امور
ورائیہ سے معرفت الذات ہے معرفت حق سبحانہ و تعالی خیال میں نہیں آتی۔ مگر اسما، صفات و افعال
معلوم ہوتے ہیں مگر انکی کنہ کی بھی معرفت نہیں ہوسکتی۔ بوجہ معرفت ہے کیونکہ کنہ ہر شے کی حقیقۃ الحق ہے
اور حق سبحانہ و تعالی حقیقت الحقائق ہے وہ مدرک کسی انسان اور جن کا نہیں ہو سکتا۔ پس حقیقت کسی
شے کی بھی مدرک نہیں ہوتی۔ یہی مرتبہ نہایت عرفان کا ہے و للّٰہ درُّ من قال اول العوام آخر الخواص
وبدایۃ الجہال نہایۃ العلماء عوام کی اول بات خواص کی آخری بات ہے اور جہلا کا سر لپیٹ جانا
علما کی نہایت کا قول ہے۔ **ف** بر عجب دریائے حیرت ماندہ اند ۞ خشک لب ہم مقتدی ہم مبتدی ۞
لیکن راستہ کا تفاوت دیکھنا چاہیئے کہ کہاں سے کہاں تک ہے۔ جہال کچھ بھی نہیں جانتے اور علما
سب کچھ جانکر پھر کنہ کسی شے کی نہیں جانتے **لقمہ** بہ ترتیب اشغال و اذکار و افکار کی ترتیب اصطلاحیہ
ہے لیکن وہ ترتیب جو شیخ ہمت و توجہ سے فرماتے ہیں۔ وہ اسقدر جد و جہد پر موقوف نہیں ہے۔
مرشد کامل تخلیہ مرید کا راہ شریعت پر فرماتا ہے۔ شیخ حاضر ہو یا غائب ہر حالت میں اسکی توجہ و ہمت
مرید پر رہتی ہے اسکی ہمت سے فیضان کا دروازہ مرید پر کھلجاتا ہے۔ بوالہوس اس طریقہ کو ڈھونڈھتے
ہیں طریقت کے کام کی مشکلات اُنسے اُٹھائی نہیں جاتی بایں سبب اس طریق کی آرزو کرتے ہیں مگر یہ
طریق بہت نادر ہے۔ **لقمہ**۔ مشائخ رضی اللہ عنہم کا فرمودہ ہے من لیس لہ شیخ فشیخہ الشیطان
یعنے جسکا کوئی پیر نہیں ہے اُسکا پیر شیطان رجیم ہے۔ ہر صاحب دل طالب خدا کو لازم ہے کہ وہ

شیخ کو ڈھونڈھے۔ اس میں بڑی مشکل ہے کیونکہ طالب تو مبتدی ہے صلاح کار کو فسادی سے تمیز نہیں کر سکتا۔ ولی کو غیر ولی نہیں پہچانتا مفسد کو صلاح کار یا صلاح کار کو مفسد نہ سمجھ لے کسیطرف سے غلطی کرے دونوں شق مشکل ہیں۔ حضرت شیخ شرف الدین یحیی منیری بہاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ عادت الٰہی اور سنت اللہ اسیطرح جاری ہے کہ کسی زمانہ کو بھی مشائخ زہاد۔ عباد۔ اوتاد۔ اخیار۔ نجبا۔ نقبا۔ ابدال اقطاب۔ غوث۔ اور سائر اہل اللہ جو صاحب جذبات عاشقین اور معشوقین میں خالی نہیں رکھتا ہمیشہ ہوتے رہے ہیں اور ہوتے رہیں گے۔ پس طالب صادق کو چاہیئے کہ مشائخین جو ایسے رستہ پر چلتے ہیں اور ان خصلتوں سے موصوف ہیں۔ انکی خدمت میں حاضر ہو اور بار بار انکی مجلسوں میں جاوے اور اپنے دل کو دیکھے کہ خطرات اور وسوسہ جات کا جو ہجوم رہتا ہے اُس میں کچھ کمی ہے۔ اگر کسیقدر بھی اُنسے اوسوقت نجات پاتا ہے۔ تب اونکی صحبت اختیار کرے کہ تھوڑی دیر میں ایسی دولت ملی ہے اگر صحبت ہمیشہ رہے گی تو بہت کچھ نعمتہائے عظمیٰ حاصل ہونگی۔ اگر کسی شیخ کی صحبت سے وساوس میں فرق نہیں آتا۔ تب جانے کہ اس شیخ کی خدمت سے مجھے کچھ حاصل نہیں ہوگا۔ اور جگہہ ڈھونڈھے مگر اونکی طرف سے انکار بھی نکرے **تتمہ** دریافت شیخ میں حضرت شیخ محی الدین ابو محمد عبد القادر جیلانی قدس سرہ فرماتے ہیں جسکو طلب مرشد کامل ہو آدھی رات کو اُٹھے وضو کرکے دو رکعت نماز پڑھے اور قرآن شریف سے اُن دو رکعتوں میں جو یاد ہو پڑھے۔ بعد فراغت سجدے میں جاکر نہایت عاجزی سے یہہ کلمات پڑھے۔ یَا رَبِّ دُلَّنِی عَلٰی عَبْدٍ مِنْ عِبَادِکَ الْمُقَرَّبِیْنَ حَتّٰی یَدُلَّنِی عَلَیْکَ وَیُعَلِّمَنِی طَرِیْقَ الْوُصُوْلِ اِلَیْکَ امید ہے کہ حق سبحانہ وتعالیٰ اُسکے اوپر دروازہ وصول کا کھول دیوے اور دلالت کرے اپنے کسی ولی پر اولیا سے کہ وہ ارشاد کرے اوسکو راستہ وصول الی اللہ کا یہ عمل مجرب ہے اور اکثر آزمائش میں پورا اُترا ہے۔ اور متاخران طریقہ شاذلیہ قدس سرہم نے تحفہ بھیجنا درود شریف کا ہمیشہ دوام کے ساتھ اور حضور کے مورث وصول شیخ کامل مقرر کیا ہے۔ اور کہتے ہیں کہ پیشوا ہمارے اس طریقہ میں حضرت امام حسن رض بن علی کرم اللہ وجہہ ہیں۔

وصل اول در اذکار

لقمہ اعلم وفقک اللہ سبحانہ لما یحبہ ویرضے طالب صادق جب شیخ کامل کی خدمت میں واسطے
حاصل کرنے طریقے کے حاضر ہو شیخ اسکو تین روزے رکھنے کے لیے ارشاد فرمائے کہ وہ تین روزے متواتر
رکھے۔ اگر ممکن ہو طے کرے۔ یہ بہتر ہے ورنہ تھوڑے کہانے سے افطار کرے اور ہر روز کلمہ تہلیل اور استغفار
پڑھا کرے ایک ایک ہزار بار۔ اور روزانہ ایکہزار بار آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجے۔ تیسرے
روز آخر شب میں غسل کرے اور شیخ کی خدمت میں حاضر آوے اسوقت شیخ کو چاہیئے کہ مرید کو سورہ فاتحہ
سورۂ اخلاص۔ آمن الرسول۔ شہد اللہ تا حکیم اور استغفار پڑھنے کو فرمائے بعدہ شیخ مرید سے مخاطب
ہو کر یہ کلمات کہے کہ بیعت منظور کی تونے اس ضعیف اور خواجہ اس ضعیف اور ہمارے خواجگان کے ساتھ
اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اور حضرت رب العزت کے ساتھ اور عہد کیا تونے کہ جوارح یعنے اعضاء
جسمانی کو اوپر شاہراہ شریعت کے مضبوط رکھوں گا۔ اور اپنے دل کو محبت خدا میں دونگا۔ اور اسوقت
اپنا داہنا ہاتھ مرید کے داہنے ہاتھ پر رکھے کقولہ تعالیٰ ید اللہ فوق ایدیھم اور وہ اشخاص جو اس پاس
بیٹھے ہوں طالب کے دامن کو ہاتھ سے پکڑیں۔ اگر ہجوم زیادہ ہو تو ایک دوسرے کا دامن پکڑیں۔ اور مرید
کو لازم ہے کہ شیخ کے ارشاد کے جواب میں کہے کہ میں نے بیعت کی اور عہد باندھا۔ آپ سے اس امر پر کہ
راہ شریعت پر قائم رہوں گا۔ اور اپنے دلکو محبت حق سبحانہ کے حوالہ کرتا ہوں۔ اسکے بعد خرقہ پہنایا جاوے
اور پہناتے وقت یہ کلمات پڑھے جائیں ھذا الباس التقوی و ذلک خیر و العاقبۃ للمتقین پھر خلوت
موافق حال مرید کے مع ذکر وغیرہ تلقین فرمائے لقمہ طریق تلقین کا یہ ہے کہ جو تلقین کرتا ہو اوسکو اول شیخ کہے اور
مرید سنے اور پھر مرید کہے اور شیخ سنے ایسا تین مرتبہ کریں۔ پیر حوالہ کرتے وقت یہ بھی فرمادے کہ جیسا اور جس طریق سے
مجکو اپنے پیروں سے پہونچا تہا۔ میں تیرے حوالہ کرتا ہوں اور مرید قبول کرے۔ اور شیخ یہ بھی حکم کرے کہ مرید بعد
ہر نماز پنجوقتہ درود شریف دس بار و سورۂ اخلاص دس بار پڑھتا رہے۔ اور بعد نماز مغرب چھ رکعت
نماز اوابین تین سلام سے پڑھے اور اسکے بعد دو رکعت بہ نیت حفظ ایمان پڑھے۔ طریقہ ان نمازوں کے
پڑھنے کا مرقعہ میں بیان کیا گیا ہے اور ہمیشہ سوتے وقت سو بار کلمہ تہلیل پڑھے اور ہر روز اپنے شجرہ کے

پیروں کے نام کی فاتحہ دینا ہے **لقمہ** جاننا چاہیے کہ اذکار کو مراقبات پر مقدم رکھے اور بعض مشائخ اول ہی وہلہ میں مراقبات کا حکم فرماتے ہیں وہ بھی درست ہے۔ اگر استعداد مرید کی مقتضی اس امر کی ہو لیکن مناسب یہ ہے کہ اول ذکر سے رنگین کریں اور جوش دلاویں۔ اور بعد اس کے مراقبہ سے بیرنگ کریں اور خاموشی دلائیں۔ ذکر کے مختلف طریق ہیں۔ مرید اگر دنیا کی طرف مشغول ہے اسکو ذکر نفی و اثبات کا تلقین کرنا چاہیے۔ اور اوس مرید کو جسے کسیقدر محبت حق سبحانہ و تعالی کی حاصل ہے اُسکے ذکر اسم جلالی اَللّٰہ کا ارشاد فرمائیں اور جس مرید کی طبیعت میں امور دنیاوی سے بے تعلقی تامہ اُسکو صرف ذکر لفظ ہُو کا بتلائیں۔ کیونکہ ہر شخص کی طبائع مختلف ہیں تلقین میں اس کا بہت بڑا خیال رکھنا چاہیے۔ اس وصل میں ہم ذکر و مراقبہ کا بیان کرتے ہیں اور مقصود ہمارا ان اوراق میں زیادہ بیان کرنے اقسام مراقبہ و اذکار نہیں ہے جیسا کہ بعض کتابوں میں مرقوم ہے کہ تعداد اذکار ہزاروں اور مراقبوں کی سیکڑوں تک پہونچ گئی ہے۔ ہم اس کتاب میں مختصر طور پر ایسے اذکار و مراقبہ بیان کریں گے۔ جو خلاصہ جملہ اذکار و مراقبات ہیں۔ جسکے قبضہ میں یہ اذکار و مراقبات آگئے اسکو تمام اذکار و مراقبات پر عبور ہو جائے گا۔ انشاء اللہ تعالی۔ **لقمہ** طریق ذکر نفی و اثبات چہار ضربی ذاکر کو چاہیے کہ تنہا مکان تنگ و تاریک میں چہار زانو بیٹھے۔ گو چار زانو بیٹھنا بدعت ہے اور یہ نشست متکبرانہ ہے جملہ اوقات میں ایسا بیٹھنا منع ہے مگر ذکر کرتے وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بعد نماز صبح مربعہ بیٹھتے تھے۔ اور اسوقت تک مربع بیٹھے رہتے کہ آفتاب نکل آتا تھا۔ غرضکہ اس طرح بیٹھکر بیٹھہ کو سیدھا رکھے اور آنکھیں بند کرے اور دونوں ہاتھ زانو پر رکھے اور داہنے پیر کے انگوٹھے اور اُسکے قریب کی اُنگلی سے بائیں گھٹنے کے نیچے جو رگ کیماس نام ہے اُسکو مضبوط پکڑے اس سے باطن میں حرارت پیدا ہوتی ہے اور یہ حرارت موجب تصفیہ قلب ہے اس حرارت سے دلکی چربی پگھلتی ہے کہ جگہہ ٹہیراو خناس کی ہے۔ وساوس شیطانی و خواہش نفسانی کم ہوتے ہیں۔ اس طرح کی نشست کے بعد یکدل و یکزبان ہوکر مشغول بذکر ہو ذکر خواہ بجہر کرے خواہ خفیہ کرے یعنے جو مناسب وقت متصور ہو ویسا ذکر کرے اور دوران ذکر میں رعایت ان شرائط کی

کرے جو اس شعر میں بیان کی گئی ہیں۔ شعر برزخ وذات وصفات ومد وشد وتحت و ذوق
مے نماید طالبان را کل نفس ذوق وشوق ٭ اس شعر کے مفہوم کی ذکر سہ پایہ میں بھی رعایت کیجائیگی
لیکن وہاں پر اس کے معانی ومفہوم بطریق دیگر ہیں۔ اسجگہ یہ مقصود ہے۔ مراد برزخ سے
صورت شیخ ہے اور مراد ذات سے وجود مطلق حق سبحانہ وتعالی اور مراد صفات سے ائمہ سبعہ
کہ حیات۔ علم۔ قدرت۔ ارادت۔ سمع۔ بصر۔ وکلام ہیں۔ مدّ سے مراد مدّ کلمۂ لاالہ اور شد تشدید
الا اللہ ہے اور مراد از تحت شروع کلمہ کا سر زانو چپ ہے اور پہونچانا کلمہ اِلٰہ کو داہنے
کندہے تک اور وہاں سے دم سیدھا کر کر قوت کے ساتھہ کلمہ الا اللہ دل پر ضرب مارنا اس سے
مراد فوق ہے۔ اس طریقہ سے ذکر کرنے کو ذکر نفی واثبات چہار ضربی کہتے ہیں لقمہ جاننا چاہیے
کہ خطرات چار ہیں۔ خطرۂ شیطانی کہ وہ موجب تکبر۔ غضب۔ عداوت۔ حسد۔ وحقد وغیرہ
ہے۔ خطرہ نفسانی کہ وہ موجب شہوت طعام۔ شہوت فرج۔ اور جمع مال وزر۔ خواہش زیب
زینت و دیگر اسی قسم کے اسباب کا ہوتا ہے۔ خطرہ ملکی۔ موجب طاعات وعبادات واسطے
حصول ثواب ونیکی ہے۔ اور خطرۂ رحمانی موجب اخلاص ومحبت وشوق اور امثال اسکے ہی
یہ معلوم کرنا ضروری ہے کہ سر زانوے چپ جگہ دفع خطرہ شیطانی کی ہے کہ ٹھکانہ اوس کا
بائیں طرف ہے اور سر زانوئے راست جگہ دفع خطرہ نفسانی کی ہے کیونکہ نفس اور شیطان
بہکانے میں دونوں شریک ہیں اور داہنا کندھا جگہ دفع خطرہ ملکی کی ہے کہ جگہ کاتب یمین ہے اور
فضاء دل ٹھکانہ اور جگہ اُٹھنے خطرہ رحمانی کی ہے اور جبکہ ملاحظہ تفصیل ان خطرات کا موجب
پریشانی ہے پس پوری بات جو سب مراتب کو شامل ہو تلقین فرمانا چاہیے شروع میں لا الٰہ
الا اللہ یعنی لا معبود الا اللہ کی تعلیم کرے اس کے بعد لا مقصود اس کے بعد لا مطلوب
اسکے بعد لا موجود کی تعلیم ہو۔ اس ذکر سے یہ خطرے سب مٹجائیں گے۔ حضرت شیخ کلیم اللہ
جہاناآبادی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں مناسب تصور کرتا ہوں کہ اس طریق میں آخر میں
تلقین کیجائے کہ اُٹھادینا بوجھہ کا اور کم کرنا سفر کا اقرب بصواب ہے۔ اگر مرید مرد عجمی ہو اسکو

ذکر اوسکی زبان مادری میں تلقین کرنا چاہیئے کہ عمدہ فائدہ جلد ہوپہنچیگا **لقمہ** ذکر دو ضربی ایک ضرب کا لَآ اِلٰہَ داہنے کندھے پر اور دوسری اِلَّا اللہُ فضائی دلپر ماریں اور پانچ۔ سات یا نو بار کہکر ایک مرتبہ محمد رسول اللہ کہیں۔ واسطے کشادگی کے یہ ذکر بہ نسبت ذکر چہار ضربی کے کسیقدر کم ہے **لقمہ** چاہیئے کہ بعد نفی و اثبات کے صرف اثبات کے یعنے الا اللہ اور بعد اسکے صرف اللہ اور اسم ذات اللہ کو بہ نسبت الا اللہ زیادہ کہے۔ اور اسیطرح الا اللہ کو بہ نسبت لا الہ الا اللہ کے زیادہ کہے **لقمہ** در ذکر لقلقہ۔ وہ لفظ اللہ کا ہوسکتا ہے یعنے جلد جلد کہے خفیہ موہنہ کہلا ہوا ہو یا بند۔ بعضے اس ذکر کو حبس دم کرکے بہی کرتے ہیں۔ اور بعضے یہ ذکر بلا حبس دم فرماتے ہیں۔ **لقمہ**۔ ذکر سہ پایہ۔ یہ مثل چہاگل کے ہے جو چمڑے کی پانی رکہنے کے واسطے بنائی جاتی ہے۔ اوسکے تین پائے ہوتے ہیں کہ بے جود انکے کے ٹہر نہیں سکتی اس ذکر کے تین رکن ہیں۔ اور اونکو برزخ کہتے ہیں۔ ایک اسم ذات دوسرے ملاحظہ صفات امہات کا یعنی عَلِیْمٌ سَمِیْعٌ بَصِیْرٌ۔ اور شرط اس کی سات ہیں **شعر**

برزخ و ذات و صفات و شد و مد و تحت و فوق ؛ بنماید طالباں را کل نفس ذوق و شوق ؛

برزخ عبارت واسطے سے ہے یعنی صورت شیخ ذات عبارت اسم اللہ سے ہے۔ صفات عبارت صفات امہات یعنی علیم سمیع بصیر شد عبارت کہینچے تشدید اللہ سے ہے اور مد عبارت دراز کرنے الف اللہ سے تحت عبارت اس سے ہے کہ ہمزہ اللہ کو زیر ناف سے قوت کے ساتھہ شروع کرے۔ فوق عبارت اس کشش کو دماغ میں تمام کرنے سے ہے اور جبکہ اس ذکر سہ پایہ کو بطریق حبس نفس کے نہیں کرتے ہیں اسکو بطریق شرطیہ کے ذکر نکیا۔ اور طریق اس ذکر کا یہ ہے کہ ہمزہ اللہ کو پوری قوت کے ساتھہ ناف کے نیچے سے کہینچے اور تمام دم کو طرف سینہ کے اور وہاں قبض کرے اور دل سے اللہ کہے اور اسکے ساتھہ یا سمیع بہی کہے مگر بتصور معنی۔ پہر اللہ کہے اور اسکے ساتھہ یا بصیر بتصور معنی کہے پہر اللہ کہے اور اُسکے ساتھہ یا علیم بتصور معنی کہے۔ اسکو عروج کہتے ہیں پہر العلیم ثم البصیر ثم العلیم اسکو نزول کہتے ہیں۔ پہر

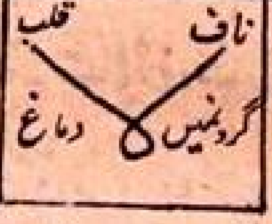
السمیع البصیر العلیم اسکو عروج ثانی کہتے ہیں اور بھید اس میں یہ ہے کہ احاطہ سمیع کا کمتر احاطہ بصیر سے ہے اور احاطہ بصیر کا کمتر احاطہ علیم سے ہے پس سالک اول حال میں مابین عقل و شہادت کے ہے جو جملہ مراتب میں ایک تنگ تر مرتبہ ہے۔ پس تقدیم سمیع کی کرے اور جب اس سے ترقی کرے مرتبہ غیب کو پہونچے وہ مرتبہ وسیع ہے تقدیم بصیر کی کرے اور جب اس سے ترقی کرے مرتبہ غیب الغیب کو پہونچے وہ مرتبہ وسیع تر ہے علیم تصور کرے اور پھر رجوع کرے۔ جاننا چاہیئے کہ اللہ سمیع اللہ بصیر اللہ علیم۔ اللہ علیم۔ اللہ بصیر۔ اللہ سمیع۔ اللہ سمیع۔ اللہ بصیر۔ اللہ علیم۔ ایک ذکر ہے جو مشتمل ہے اوپر دو عروج متوسط النزول کے اور حبس دم اس قدر کرے کہ دو تین ذکر یا زیادہ ایک دم میں ہو جائیں اور اسکو اس قدر زیادہ بڑھائے کہ ایکدم میں دو سو پچاس مرتبہ کر سکے تاکہ باطن میں حرارت پیدا ہو اور اندرونی چکنائی کو کہ خناس کے ٹھہرنے کی جگہ ہے جلا دے۔ خطرات دور ہو جائیں اور محویت غالب آئے۔ جاننا چاہیئے کہ تحت میں فائدے بہت ہیں۔ اور حرج بھی بے شمار ہیں اور بے تحت کے ذکر ناقص ہے مقدور بھر اس سے چارہ نہیں لیکن چاہیئے کہ اپنے تئیں بہت حرج میں نہ ڈالے۔ اور تحت سے بھی کام لے اللہ تعالیٰ حامی وقت ہے مدد کرے گا۔ اور تفصیل ذکر سہ پایہ کی یہ ہے کہ چار زانو بیٹھے اور داہنے پاؤں کی دونوں انگلی یعنی ابہام (انگوٹھا) و سبابہ کہ انگوٹھے کے برابر کی انگلی ہے) رگ کیماس مابین پنجے کے پکڑے اور ناف کو اندر کیطرف کر کے نیچے سے اوپر کی طرف کو کرے اور دونوں آنکھیں بند کر لے اور صورت شیخ کا تصور کرے اسم مبارک اللہ زیر ناف سے اوپر کی طرف شدت سے کھینچے اور دوسرے لام کو لمبا کرے اور لفظ اللہ کے ساتھ سمیع بعدہ بصیر بعدہ علیم ملاحظہ کرے۔ اس طریق کو کتابوں میں نزول لکھا ہے حضرت شیخ کلیم اللہ جہاں آبادی رضی اللہ عنہ صاحب فوائد ہذا فرماتے ہیں کہ میرے نزدیک مختار تو وہی ہے جو اوپر لکھا گیا ہے اور جب کوشش کر کر دو سو پچاس بار لفظ مع تینوں اسم مذکور کے پہنچا دے اور شرائط کے ساتھ ادا کرے تب اُن تین صفت کیساتھ پانچ صفت اور یعنی قائم حاضر ناظر شاہد زیادہ کرے اور اُن صفات کے ساتھ عروج و نزول ایکدم میں دو پچاس تک پہونچے اور ہر ایک انوار سے بہرہ مند ہو تب دوسری صفات جنکو ائمہ سبعہ کہتے ہیں اضافہ کرے جب اُنپر بھی استقامت حاصل کرے تب دوسری صفات کو

جیساکہ اکرم الاکرمین ارحم الراحمین اجود الاجودین ذوالفضل العظیم رب العرش العظیم زیادہ کرے **لقمہ** مشرب شطار میں اسم ذات کو زبان یا دل سے کہے اور ملاحظہ اسماء صفات سبعہ یعنی سمیع بصیر علیم خیال میں رکھے اور مزاج شیخ پیش نظر ہو۔ مدو شد کے ساتھ زیر ناف سے شروع کرے اور سر کے اوپر یعنی کھوپری تک پہنچاوے ایکدم میں ایکبار کو محاربہ صغیر اور ایک دم میں سو بار کو محاربہ کبیر کہتے ہیں جب اِن صفات میں قرار پالیا دوسری صفات بھی ملاوے عروج اور نزول کی رعایت کرے محاربہ کبیر میں دم بند کرکے با ملاحظہ واسطہ یعنی برزخ شیخ شدت کے ساتھ کرے یہانتک کہ بیخودی اور بیہوشی غالب آجاوے۔ اس ذکر سے ہو کہہ بہت اور بیداری بیشمار تھوڑے دنوں میں حاصل ہوتی ہے۔ **لقمہ** ذکر شش ضربی و چہار ضربی۔ ذکر شش ضربی ذکر اللہ کو کہتے ہیں شش ضربی یہ ہے کہ ہر ایک ضرب چھ طرف ماریں اور چہار ضربی یہ ہے کہ مستقبل قبلہ بیٹھیں اور قرآن شریف روبرو رکھیں یا کسی بزرگ کی قبر کے پاس بیٹھیں اور مستغرق ذکر ہوں۔ کشف معانی قرآن شریف یا حال اہل قبور کا کریں۔ اس ذکر میں شیخ کی صورت کا تصور ضرور ہے بغیر اُسکے کچھ فائدہ نہوگا **لقمہ** ذکر حدادی۔ کلمہ لا الٰہ بائیں طرف سے مد کے ساتھ شروع کرے اور دونو زانو پہ کھڑا ہو جاوے اور کلمہ الا اللہ کی تمام قوت سے اوپر فضائی دل کے ضرب لگاوے جیسا کہ لوہار دونو ہاتھوں سے ہتھوڑا اتہام کر زور سے گھن پر مارتا ہے اسطرح اسوقت تک کرتا ہے کہ ذوق حاصل ہو جاوے۔ یہ ذکر امام ابو حفص حدادؒ سے منقول ہے اور اس میں مشقت بے اندازہ ہے۔ **لقمہ** پاس انفاس۔ کلمہ لا الہ دم کے ساتھ باہر کو چھوڑے اور کلمہ الا اللہ دم کے ساتھ اندر داخل کرے مطلب یہ ہے کہ نفی کو باہر کرے اور اثبات کو اندر۔ دم کی آمد و رفت کے ساتھ یہ ذکر ہوتا ہے اور ہمیشہ نظر ناف پر رکھے اور یہ ذکر اتنا کرے کہ سوتے جاگتے ذاکر ہو جائے۔ عمر اس ذکر کرنے والے کی دو چند ہو جاتی ہے۔ **لقمہ** کبھی پاس انفاس کلمہ اللہ سے بھی کرتے ہیں طریقہ اوسکا یہ ہے کہ اللہ کے ہ کو اس طرح ادا کریں کہ اوس سے واو پیدا ہو جاوے وقت مد نفس۔ یعنی بوقت دم کھینچنے کے اللہ دم سے کہیں اور بوقت جزر نفس یعنے دم چھوڑنے کے ہو دم سے کہیں اور ذکر پاس انفاس میں برابر ہے کہ یہ ذکر کلمات لا الہ الا اللہ سے ہو۔ یا صرف کلمہ اللہ سے کیا جاوے۔ اگر آواز نتھنوں سے پیدا ہو سوزش بہت لاتا ہے۔ اگر اس سے دماغ کو خشکی اور حرارت پہونچے تو مغز پر روغن بادام ملنا چاہیے

لازم ہے کہ اس ذکر کو اس کے کمال تک پہنچائیں اور کمال اسکا یہ ہے کہ ذکر بے شعور و بے اختیار دم سے ذاکر ہو جائے۔ اگر ایک سادہ لوح شخص کو کہ ہنوز اوسکے دل کی تختی ذکر یا فکر سے منقش نہیں ہوئی ہے مرشد اپنے روبرو بٹھاوے زانو بزانو۔ اور اوسکو کہے کہ اپنی ٹھوڑی سینہ پر رکھے اور کمر کو پیٹھ کی طرف ٹیڑھا کرے اور سینہ آگے کو نکالے اس طرح بیٹھکر آنکھیں بند کرلے۔ مرشد اُسکے دم کی طرف خیال کرے جب مرید کا دم اندر کو جائے مرشد اپنا دم بھی اُسکے ساتھ کردے اور جب مرید کا دم باہر کو نکلے مرشد بھی اپنا دم کھینچ لے اگر اس طرح سے مشغول ہو تو یکایک ایک نعرہ مرید کے دل سے نکلے گا اور ذکر لاالہ الااللہ یا ذکر اللہ جونسا مرشد کو مقام غالب ہوگا زبان اور دم مرید سے جاری ہو جائے گا دیکھنے والے حیرت اور استعجاب میں آجائینگے اور کبھی اس قدر سخت غالب آوے گا کہ خون مرید کے کان اور ناک سے نکلے گا۔ اس ذکر کو سینہ بسینہ کہتے ہیں کہ بے واسطہ زبان کی تعلیم اوسکے کرتے ہیں۔ اور اگر مرید خود آپ پیشتر سے شاغل ہو خصوصاً بشکل مراقبہ جو حبس نفس کیساتھ کرتے ہیں تب تدبیر مرشد کی اوس کے اوپر اثر نکرے گی۔ کیونکہ اوس نے تو خود اپنے نفس پر قابو کرلیا ہے۔ بلکہ ایسا ہوگا کہ اثر بیخودی مرید شاغل کا مرشد پر پڑے گا۔ اور اس قسم کا واقعہ حضرت شیخ فرماتے ہیں۔ کہ ایک مجلس میں مجھ پر ہوا ہے **لقمہ** ذکر کشف الروح۔ ای روح کان فی ای مکان کان یعنی کوئی سی روح ہو اور کسی مکان میں ہو اول اکیس بار یارب کہے پھر یاروح الروح کہے اور ضرب دلپر لگاوے پھر سر کو اونچا کرکے کہے یاروح ماشاءاللہ جب ذکر سے فارغ ہو تو توجہ اپنے مطلوب کی طرف کرے تو وہ روح حاضر ہو جائے گی خواب میں یا بیداری میں اور اگر دو ہزار بار کہے تو جلد مقصود کو پہونچے۔ یہ ذکر حضرت سید محمد گیسو دراز قدس سرہ کو حضرت شیخ الشیوخ نصیرالدین محمود چراغ دہلی طاب اللہ ثراہ نے تلقین فرمایا تھا **لقمہ** یعنی ذکر کلمہ طیبہ کا اختصار کلمہ ھُو ھُو ھُو سے کرتے ہیں۔ ضرب اول داہنی طرف ضرب دوم بائیں طرف اور ضرب سوم دلپر لگاتے ہیں

لقمہ ذکر کشف قبور۔ نزدیک قبر کے بیٹھے سر آسمان کی طرف اونچا کرکے کہے اکشف لی یا نور پھر ضرب دلپر کرے اور کہے اکشف لی پھر ضرب اوپر قبر مقابل میت کے مونہہ کے کرلے اور کہے

عن حالہ حال میت کا معلوم ہوجاتا ہے بیداری یا خواب میں۔ **لقمہ** ذکر اجابت الدعوات۔ ضرب ابلا
یعنی بغل پر کرے اول داہنی جانب اور کہے یارب پھر بائیں جانب کرے اور کہے یارب پھر دل پر کرے
اور کہے یا ربّ پھر یائے متکلم کے ساتھ کرے یعنی بالفاظ یا ربی اوسیطرح اس ذکر کو بہت زیادہ کرے۔
جب تمام کرنا چاہے دونوں ہاتھ اوپر اٹھائے اور کہے۔ یا ربی اور اپنے مونہہ پر لاوے اور دلمیں جو
مقصود اور مراد ہو اوسکو حاضر کرے انشاءاللہ تعالی اپنی مراد کو پہونچیگا۔ یہ ذکر حضرت شیخ المحقق
شیخ محی الدین ابن عربی رضی اللہ عنہ سے منقول ہے **لقمہ** یہ ذکر سلسلہ نقشبندیہ میں تمام اذکار کا
اصل الاصول ہے کہ زبان کو تالو کے ساتھہ ملاوے اور حبس دم کرے اور حبس دم کلمہ لا سے شروع
کیا جائے اور ناف سے کلمہ لا کو شروع کرکے دماغ تک پہنچاوے پھر کلمہ الہ سے داہنے کندھے کیطرف
میل کرے اور الا اللہ سے بائیں کندھے کی طرف میل کرے پھر ضرب قوی دل پر مارے ایسی سخت کہ اثر
اسکا تمام جسم پر ہو۔ اور صورت اس ذکر کی اس طرح پیدا ہوتی ہے کہ نیچے لکھی ہوئی شکل مربع
میں درج ہے یہ صورت کلمہ لا کی ہے۔



اس صورت میں ذکر کرتے ہوئے اپنے کو نیست
اور حق کو ثابت کرے اور دل کی زبان سے کہے انت مقصودی و رضاک مطلوبی اور
چاہیے کہ ظاہر سالک پر کوئی حرکت اس نفی و اثبات کی محسوس نہو اور حبس میں ذکر کرے اور جب دم
چھوڑے محمد رسول اللہ زبان قلب سے کہے اور اثر اس ذکر کا یہ ہے کہ کلمہ نفی کہتے ہوئے منفی ہوجائے
اور اثبات کا کلمہ کہتے ہوئے مثبت ہوجائے۔ اور جب عدد ذکر اکیس بار سے بڑھجائے اور اثر بیخودی
اور محویت کا مترتب نہو پھر شروع کرے کہ شرط بجا آوری میں خطا ہوئی ہے۔ ورنہ یہہ ذکر ضرور
اپنا اثر دکھاتا **لقمہ** جب ذکر نفی اثبات دوضربی یا چارضربی شروع کرے تب داہنی طرف پیغمبر صلے اللہ
علیہ وسلم کا تصور کرے اور بائیں جانب اپنے پیر کا تصور کرے اور دل کے روبرو حق تعالی
جل شانہ کا تصور کرے اور بعضوں کے نزدیک حق تعالی عزوجل کا تصور مونہہ کے روبرو کرنا چاہیے
لقمہ ذکر دفع مرض۔ داہنی طرف یا احد بائیں طرف یا صمد اور دل پر یا وتر کہے **لقمہ** ذکر
دفع احتیاج دنیاوی۔ بعد ادائی نماز عشا و نفل عشا یا وھاب ستر بار کہے احتیاج دنیاوی دفع ہو

مگر پہلے دو رکعت نماز پڑھے ہر رکعت میں بعد الحمد بعد رب العالمین یعنی سورہ فاتحہ کے گیارہ گیارہ مرتبہ
سورۂ اخلاص یعنی قل ہو اللہ احد پڑھے۔ **لقمہ** ذکر مشی اقدام یعنی بحالت رفتار (چلنے پھرنے کا ذکر)
اگر قدم جلد جلد اٹھتے ہوں تو ہر قدم پر لا الہ الا اللہ اور اگر آہستہ اٹھتے ہیں تو داہنے قدم پر لا بائیں پر
الہ پھر داہنے پر الا بائیں پر اللہ کہے اور اگر متوسط درجہ کی چال ہو تو ہر قدم پر اللہ اللہ کہے۔
لقمہ مجموعہ کلمہ لا الہ الا اللہ۔ ذکر ناسوتی۔ اور الا اللہ ذکر ملکوتی اور اللہ جبروتی ہے۔ اور ذکر کلمہ ہو
لاہوتی ہے **لقمہ** کئی ذکر ہیں جو سینہ بسینہ پہونچے ہیں اور ان اذکار کو مرشد مرید کے آخر حال میں تبلاتے
ہیں جب وہ بہت سے مجاہدہ۔ ریاضت اور چلے کر چکتا ہے۔ اور پورا تصفیہ باطن کا
اوسکو حاصل ہو جاتا ہے۔ **منہا** ذکر۔ یا معی یا معی یا معی یا ہو یا ہو اس ذکر سے تہوڑی ہی مدت
میں مشاہدہ ذاتی وصفاتی حاصل ہو جاتا ہے۔ طریق اُس کا یہ ہے کہ بطریق قعدۂ نماز بیٹھے۔ مگر
دونوں پیر دونوں سُرین کے نیچے سے نکال کر باہر کی طرف کرے کہ سُرین زمین سے لگجائیں۔ پہر
داہنے ہاتھ سے بازوے چپ اور بائیں ہاتھ سے بازوئے راست مضبوط پکڑے اور پانچ ضرب میں
یہہ کلمات کہے۔ پہلی ضرب درمیان داہنے قدم اور داہنے زانو کے درمیان لگائے دوسری ضرب بطرف
آسمان تیسری درمیان بائیں قدم اور بائیں زانو کے لگائے چوتھی ضرب جگر کے اوپر پانچویں فضائے
دل پر بشدت وقوت اس تصور کے ساتھ کہ ھو اشارہ احدیت مطلق کی طرف ہے لیس کمثلہ شیٔ۔
اور اولی یہ ہے کہ اس ذکر کے ایام میں غذا دودھ کی ہو۔ اگر زعفران دودھ میں ملائی جاوے تو
بہت بہتر ہے اور ہنگام ذکر استعمال عطریات کرتا رہے۔ اور کبھی صرف تین کلموں پر اکتفا کرے ھو ھو
معی طریق ذکر بدستور ہے۔ مگر یہ ھو ھو آسمان کی طرف کرے اور معی دل کی طرف کرے۔ **ومنہا**
ذکر کلیہ ہے۔ بک الکل منک الکل الیک الکل یا کل الکل اور اس ذکر کو فقیر نے کسی کتاب میں اسطرح
لکھا دیکھا ہے۔ اللھم انت الکل ومنک الکل وبک الکل ولک الکل والیک الکل یا کل الکل
یہ ذکر مشاہدہ ذات وصفات کو پہنچاتا ہے۔ طریق اسکا اوسکا یہ ہے کہ چار زانو بیٹھے اور روبرو ایک
ضرب مارے اور داہنی طرف ایک ضرب بائیں طرف ایک ضرب آسمان کی طرف ایک ضرب اور

دل پر ایک ضرب مارے ومنہا ذکر احاطہ یا محیط ظہراً و بطناً صورت مشاہدہ ہے سند اوسکی یہ ہے کہ وقت کہنے ظاہراً کے آنکھیں کہولے اور وقت کہنے بطناً کے آنکھیں بند کرے ومنہا ذکر محو الجہات انت فوقی انت تحتی انت امامی انت خلفی انت یمینی انت شمالی انت فی وانا مع الجہات فیك اینما تولوا فثم وجہ اللہ سند اوسکی یہ ہے کہ کہڑا ہو اور مونہہ عرش کیطرف کرے اور کہے انت فوقی پہر مونہ طرف طبقات زمین کے کرے اور بیٹھ جاوے اور کہے انت تحتی اور پہر مونہ کو سامنے کی طرف کرے اور کہے انت امامی پہر پہراوے سر پیچھے کو اور کہے انت خلفی اور ایسے ہی پہراوے سر کو داہنے ہاتہ اور بائین ہاتہہ کی طرف اور ضرب مارے اوپر دل کے اور کہے اَنْتَ فِی۔ پہر کہڑا ہو اور چاروں طرف چکرائے اور کہے انا مع الجہات فیك اینما تولوا فثم وجہ اللہ ومنہا ذکر تجلی انانیت۔ انی انا اللہ لا الہ الا انا بعد فراغ از نماز تہجد یہ کلمات سو بار کہے اور سند اسکی یہ ہے کہ اوٹہاوے سر کو آسمان کی طرف اور کہے انی انا اللہ پہر پہراوے سر اپنے کو داہنے بازو کی طرف اور کہے لا الٰہ اور پہر ضرب مارے شدت سے فضائے دل پر اور کہے الا انا اور ان سب ذکروں مین باطنی تصور صورت شیخ کا مشروط ہے۔ **منہا** حضرت شیخ الشیوخ شکر گنج قدس سرہ نے زبان پنجابی مین ذکر کیا ہے اِہ وَل تُوں۔ اس سے جانب علویات اشارہ ہے۔ اِہ وَل توں۔ جانب سفلیات اشارہ ہے۔ تومین توں یہ اشارہ جانب اطلاق ہے۔ **تقمہ** بعد ختم مجلس ذکر تین بار سبحان اللہ وبحمدہ سبحان اللہ العظیم وبحمدہ کہے اور یہ دعا پڑہے اللھم انت قلت فاذکرونی اذکرکم وقد ذکرتك علی قدر قلت علمی وعقلی وفہمی فاذکرنی علی قدر سعۃ نفسك و فضلك وعلمك ومغفرتك اللھم افتح مسامع قلوبنا بذکرك یا خیر الذاکرین

وصل آخر در مراقبات

اعلم عرفك اللہ بنفسہ مراقبہ نگہبانی کرنا اپنے دل کی ہے تاکہ اوس مین سوائے ذات باریتعالیٰ کے اور کوئی بہی رستہ نپاوے۔ جاننا چاہیئے مرض دل کا تین چیزین ہین۔ ایک حدیث نفس جو اپنے خیتار سے خیالات دلمین یا تو نیکے طور پیدا کرتا ہے ظاہر ہو یا چہپا ہے۔ دوسرے خطرہ جو بغیر قصد کے دلمین آتا اور جاتا ہے۔ تیسرے نظر بہ غیر۔ یعنے بہت اشیاؤن کا علم اور اصل علاج اس مرض کا شغل باطن ہے

اوراسی کی بہت قسمین ہین **لقمہ** اسم اعظم جو اسم ذات اللہ ہے۔ بجائے حدیث نفس کے دل مین بٹھادے
اوراسمار صفات امہات کو جگہ خطرہ کی بٹھادے اور نظر دل کی اوپر جمال مرشد کے رکھے اسکو
واسطہ اور رابطہ اور برزخ کہتے ہین **لقمہ** ملاحظہ معنی مقدس اسم ذات کو غیر مقید کرنے اور بلا خاص
کرنے کسی عبارت اور کسی نعمت کے اپنے علم مین تصور کرے اور پوری طرح سے متوجہ دل صنوبری کی طرف
ہوا اور ہمیشہ لائق طور پر یہ معنی اپنے ذہن روشن اور طبیعت پرکہہ دالی کے سپرد کرے اور اگر یہ طور خاطر نشین
نہو سکے تب وہ مقدس معنون کو ایک نور خالص تصور کرے اور اپنے کو اوس نور مین ڈوبا ہوا دیکھے گویا وہ ایک
دریا نور کا ہے اومین مانند ایک قطرہ کے ہون یا اوس مقدس کو مثل ایک ظلمات کے اور اپنے تئین
ایک سایہ جو اوس ظلمات مین ملگیا ہے اور امتیاز درمیان سے اوٹھ گئی ہے خیال کرے۔ **لقمہ** بعضے
عارفان قدس اللہ سرہم نے طریقہ مشغولی ایسا بیان کیا ہے کہ پہلے حاضر کرے صورت شیخ کو خیال مین تا ظاہر
ہووے اثر حرارت اور کیفیت معہودہ شاغلین کی پہر متوجہ ہووے حقیقت جامعہ انسانیہ اپنی کے
ساتھ کیفیت مذکورہ صورت شیخ کے۔ مطلب یہ ہے کہ حقیقت جامعہ انسانیہ اپنی کو بصورت شیخ لیوے
اور اوسکو اپنا شیخ تصور کرے لیکن وہ حقیقت جامعہ جو اصطلاح مشائخ مین قلب سے عبارت
ہے اور وہ پاک ہے حل ہونے سے اجسام مین پس حاضر کرنا اوسکا ذہن مین دشوار ہے۔ پس اس
دشواری کی وجہ سے بجانب مضغہ صنوبری یعنے دل کی طرف متوجہ ہو۔ کیونکہ اوس قلب حقیقی کو جسیا کہ
اس دل لحمی سے ربط ہے اور اعضا کے ساتھ نہین ہے ایسا متوجہ ہو کہ حواس یکسو ہو جاوین۔ کچھ
شک نہین اس حالت مین بیخودی پیدا ہوگی پس اس حالت بیخودی کو سیدھا راستہ بلا کجی
فرض کرے اور تصور کرے کہ مین اس راستہ مین چلا جاتا ہون جو لا انتہا ہے۔ جب کوئی خطرہ
و وسوسہ پیچھے پڑے تو اوسی سیدہی راستہ پر چلا جا۔ اگر وہ خطرہ پیچھے رہگیا فہو المراد۔ اور
اگر اوسنے نہ چھوڑا اب اوس حقیقۃ جامعہ انسانیہ کی طرف جو بصورت شیخ قبول کر رکھی ہے متوجہ
ہو وہ خطرہ دفع ہوگا اگر اس سے دفع نہو دماغ کو خالی کرے یعنے دم کو ناک کے راستہ سے سختی کے
ساتھ نکال۔ اگر اس سے بہی دفع نہو تو یہ استغفار پڑھ استغفر اللہ استغفر اللہ من جمیع

ما کرہ اللہ قولاً وفعلاً وحاضراً وغائباً وسامعاً وناظراً ولاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی
العظیم اسکو دل کی زبان سے متواتر پڑھ اگر اس سے بھی دفع نہو اسم یا فعّال کو اوسکے معنی سمجھ کر پڑھ
اس اسم کو دفع وسواس مین خاص رتبہ ہے اگر اس سے بھی دفع نہو تو تامل کرے بیچ معنی لا الہ الا اللہ
اے لاموجود الا اللہ اگر یہ بھی نفع نکرے شد اور مد کے ساتھ اسم اللہ کا ذکر جہر کرے اور ضرب دل
صنوبری پر مارے۔ **تتمہ** جو کچھ حواس خمسہ ظاہری و باطنی سے پایا جاتا ہے یا وہ مطابق
واقعہ کے ہوتا ہے یا نہین ہوتا۔ اگر مطابق واقعہ ہے وہ حق ہے اور اگر مطابق واقعہ کے نہین ہے باطل
ہے ہر نزدیک قائلین مسئلہ وحدۃ وجود کے محقق ہوگیا ہے جیسا کہ حق راستی بعض مظاہر اللہ تعالی
سے ہے ویسا ہی باطل بھی مظہر اوس تعالی شانہ کا ہے۔ شیخ ابو مدین مغربی جو حضرت محی الدین ابن عربی
کے مرشد ہین (قدس اللہ سرہما) فرماتے ہین رباعی ؎ لا تنکر الباطل فی طورہ فانہ بعض
ظہوراتہ واعطہ منک بمقدارہ حتی توفی حق اثباتہ۔ اور شیخ موید الدین قدس سرہ انہین
ابیات کے تتمہ مین فرماتے ہین ؎ فالحق قد یظہر فی صورتہ وینکر الجاھل فی ذاتہ ؛
جس شے کا نفس مدرک ہوا ہو خواہ وہ کلیات جزئیات ہون سب مین مطالعہ وجود مطلق کا ایک خاص
شان کے ساتھ کرے یہ شغل نزدیک ترین رستہ خطرات کے بند کرنے کا ہے کہ اس حالت مین کیفیت
غلبہ اور حالت ذوقیہ پیدا ہوتی ہے اور مراتب کونی اور الٰہی پائے جاتے ہین اور بہتر تو یہ ہے
کہ اس مطالعہ کے بھی نفی کرے اور اسی کیفیت غیبت اور بے خودی کی طرف کو محکم پکڑے غیبت اور
بے خودی سے باہر ہونا اس راستہ کے چلنے والون کے نزدیک کفر ہے اگرچہ وہ تفکر حقائق اور
علمی امور ہی مین ہو۔ کیونکہ غیبت و بے خودی مشروع راستہ حیرت کی ہے اور حیرت آخرین مقامات
سلوک کا ہے۔ **تتمہ** سالک دل کی آنکھ سے اپنی حقیقت کی طرف جو حقیقت جامعہ سے مراد ہے
دیکھے اور اوسی حقیقت کو اپنے دل کے سامنے سب احوال مین رکھے اور نظر کرے کہ حقیقۃ جامعہ اوسکی
تمام موجودات زیبا و نازیبا لطیف اور کثیف محسوس اور غیر محسوس سب مین ساری ہے یہانتک
خیال کرے کہ سب عالم اوس سے قائم ہے اور یہ سب موجودات مین سرایت کیے ہوئے ہے۔ گویا

سارا عالم بمنزلہ جسم کے ہے اور سالک بمنزلہ روح یہ مرتبہ جمع الجوامع کا ہے کہتے ہین جب مراقبہ قوت پکڑتا ہے جو کچھ
سارے عالم مین گذر رہا ہے سالک کو اوس سے خبر ملتی ہے شادی ہو یا غم کیونکہ بدن پر جو گذرتا ہے روح کو اوسکی خبر ہوتی
ہے **لقمہ** صورت کتابی لا الہ الا اللہ یا صورت کتابی اسم جلالہ کو ایک صفحہ پر لکھکر سامنے آنکھہ کے رکھے یا
صحیفۂ دل مین روبرو چشم دل اور اوسکی بصیرت کے رکھے اور مطالعہ کرے اور ہمیشہ متوجہ اسی ہیئۃ کیطرف رہے
یہانتک کہ بیہوشی اوسپر طاری ہو اور یہ اسدرجہ پہونچ جائے کہ وہ بالکل وارفتہ ہو اور ہونیکا علم بھی جاتا رہے
لقمہ متوجہ ہو طرف پتھر یا ڈھیلے یا قرآن شریف یا روئے شیخ یا پھول وغیرہ کے ساتھ حاسہ بصر
اور فکر اور حرکت نہ دے پلک کو اور قوائے باطنیہ کو بھی متوجہ حقیقت مطلقہ غیر مکیفہ کے رکھے یہانتک
کہ بند ہو جاوے راستہ خطرات کا اور آثار غلبہ غیبت کے اوسپر طاری ہون یہانتک کہ بھول جائے
سے بلکہ اس غفلت سے بھی بے خودی ہو جائے۔ یہ طریق منسوب ہے سیدنا ابراہیم بن ادہم بلخی علیہ الرحمۃ
سے **لقمہ** بعض کبراے طریقت قدس اللہ اسرارہم فرماتے ہین کہ پوری توجہ حق سبحانہ تعالی کی طرف اور کامل
مرتبہ اوس جناب مقدس عزشانہ وجل برہانہ کے حضور کا یہ ہے کہ پہلے جتنے قوائے جزئیہ وکلیہ
ظاہریہ وباطنیہ ہین اونکو ہر طرف کے تعلق وتصرف اور ہر اعتقاد وعلم سے معطل کرے بلکہ ہر ماسوا
سے قطع توجہ کرے اور حضرت حق تعالی کی طرف جیساکہ وہ ہے بے اسکے مقید کرنے ساتھ تنزیہ یا تشبیہ کے
توجہ کرے بلکہ توجہ کرے ایسی توجہ اجمالی اصل شے ہیولانی الصفۃ کہ قبول کرے سب صورتون پسندیدہ
اور ناپسندیدہ محسوسہ وغیر محسوسہ کو پورے قصد اور جمعیت اور اخلاص سے اور ہمیشگی کرے اس
احوال پر بغیر فتور اور بلا پریشانی خاطر کے اور ٹھہرالے دلمین کہ کمال اوس حق سبحانہ تعالی کا عقل اور وہم
مین آنا محال ہے جیساکہ وہ ہے اگر چاہے ظاہر ہو کسی صورت مین صورتہاے عالم سے اور اگر چاہے منزہ
ہو سب سے **لقمہ** سالک کو لائق ہے ملاحظہ کرے خود کو آغاز تجلیات سے انتہاء مراتب تجلیات تک اور
اپنی آنکھون کے روبرو رکھے اور اس ملاحظہ کو پھر نہ دیکھے واقع مین مگر وجود مطلق اور وجود مقید کو
اور وجود حقیقی سب قسم مین ایک ہے اور اطلاق اور تقید نسبت اور اعتبارات ہین ہمیشہ ایسا ملاحظہ
رکھنا بہت ذوق پیدا کرتا ہے **لقمہ**۔ دونون آنکھین بند کرلے اور نظر اپنے دلپر رکھکر خدا تعالی کو

حاضر ناظر اپنے ساتھ جانے **لقمہ** دونوں آنکھیں کھلی رکھے اور اوپر کی طرف یا سامنے دیکھتا رہے اور پلک نہ مارے
اس شغل سے بعض نور ظاہر ہوتے ہین اور پلکوں سے آگ نکلتی اور تمام بدن مین پھیلتی ہے اور عشق پیدا ہوتا ہے
لقمہ مقام نصیرا دونوں آنکھیں کھولے اور نظر ناک کی نوک پر رکھے اور اسطرح نظر رکھنے مین کوشش کرے
کہ سیاہی دونوں آنکھہ کی غائب ہوجاوے صرف سپیدی ظاہر رہے جمعیت خاطر حاصل ہوگی اور خطرات
بند ہونگے اس شغل کو مقام نصیرا کہتے ہین۔ اور بیٹھنے مین اختیار ہے خواہ جلسہ نماز کی طرح بیٹھے یا جلسہ
اقعاء الکلاب (کتے کی طرح) کرے اور نظر اوپر ابروہائے اپنے کے رکھے اور شغل کو جسطرح کہا ہے تمام کرے
اسکو مقام محمودا کہتے ہین اور اسکے فوائد بہت ہین۔ **لقمہ** جوگ کی بیٹھکین چوراسی ہین اور ہر ایک کے
منافع جداگانہ ہین۔ حضرت شیخ شہاب الدین قادری قدس سرہٗ نے اون مین سے ایک بیٹھک جو جامع
اقسام بیٹھکوں کے ہے اختیار کی ہے وہ یہ ہے کہ چار زانو بیٹھے اور دونوں پاؤں گرد کرے اور ٹخنہ بائین
پاؤں کا نیچے خصیتین کے رکھے اور داہنا پاؤں اوسکے پاس رکھے بعدہ مقعد رکھے اور دم کو اوپر کھینچے
اور ناف گرد لا کر پیٹ کی طرف لیجاوے اور زبان تالو سے ملاوے پھر مشغول ہو اور فکر کرے کہ۔ او ہی ہے
اور ہو کہار ہے سووے نہین اگر تین روز بے خواب اور بے طعام یہ شغل کرتا رہے تب بے خودی و بے ہوشی وارد
ہوگی جس مین مکاشفات غیب کے ظاہر ہونگے۔ اور مجذوب مدہوش ہو جاوے گا اور اگر تین دن مین یہہ
صورت نہ ہو پھر تین دن متصل یہی شغل کرے مگر تھوڑا کھاوے اور پیوے تا سودائی نہ ہو جاوے۔ **لقمہ** مراقبہ
و مشاہدہ و معاینہ و مکاشفہ۔ نماز کے تشہد کی طرح بیٹھے اور ملاحظہ اسم علیم و سمیع و بصیر کا شیخ کی صورت شیخ کے ساتھ
کرے اور ملازمت سب حال کی کرے اور جب اس مین استقامت ہو اوسی ہیئت پر بیٹھا رہے اور چشم باطن
دل کی طرف رکھے اور خیال کرے کہ حق سبحانہ جل شانہ کو دیکھتا ہوں اور نظر آسمان کی طرف رکھے۔ پھر
آنکھیں کھول کر تصور کرے کہ میری روح قالب سے باہر ہوگئی اور آسمانوں سے گذر گئی اور حق سبحانہ
تعالیٰ کے ساتھ مشغول ہوئی۔ اگر کسیکو اس کام مین استقامت ہو جاوے تو اسوقت ایک دھاگا سبز ظاہر ہوگا
ایک سرا اوسکا ساتون آسمان سے اوپر ہوگا اور دوسرا سالک کے دل مین ہوگا۔ اعلیٰ رتبہ اس فکر کا یہی ہے
اور مشائخ جو پوشیدہ مشغولی رکھتے ہین وہ یہی ہے اول کو مراقبہ۔ دوسرے کو مشاہدہ۔ تیسرے کو معاینہ

کہتے ہیں حضرت شیخ نصیر الدین چراغ دہلی قدس سرہ ان اشغال کو حضرت سلطان المشائخ محبوب الٰہی قدس سرہ سے نقل کرتے ہیں **لقمہ** حضرت سید محمد گیسو دراز قدس سرہ نقل فرماتے ہیں کہ سالک ساکت رہے کہ میں نہیں ہوں وہی ہے **بیت** من نیم واسد یاران من نیم ؛ جان جانم سر بسرم تن نیم ؛ اس بیت کے مضمون میں فکر کرے تو بحکم اذا جاء الحق وزھق الباطل صدا انا انت آئیگی - یہ نزدیک ترین راستون کا راستہ ہے - **لقمہ** جو کوئی مراقبہ اور ذکر اسمین مشغول رہے سارے عالم کی اسپر تجلی ہوگی - حضرت سلطان العارفین لڑکپن سے آخر زندگی تک اسی مین مشغول رہے ہیں **لقمہ** مراقبہ معراج العرفان - تمام موجودات کو کئی آئینہ فرض کر - اور جو کچھ اونمین دیکھتا ہے اونکو کمالات محسوسہ ومعقولہ صور اسماء وصفات حق تعالی سبحانہ جان - بلکہ سب عالم کو ایک آئینہ فرض کر - اور اوس مین حق سبحانہ تعالی کو دیکھہ ساتھ سب اسماء وصفات اوسکے کے تب تو اہل مشاہدہ سے ہوگا جیسا کہ اول مین اہل مکاشفہ سے تہا پھر اس سے ہی اوپر آوے تو اور ایسا ملاحظہ کر کہ میری ذات آئینہ ہے اور عالم کہین اپنے مین دیکھتا ہون - اول مشاہدہ حق سبحانہ تعالی کا غیر اپنے مین دیکھتا تہا یعنے آئینہ متصورہ مین اور اب خود اپنے کو آئینہ تصور کر کر اوسمین دیکھتا ہے - اب اس سے ہی ترقی کر - ایسا ملاحظہ کر کہ ممکنات من حیث ہی غیر موجود ہین پس اون کو درمیان سے دور کر - اور اون سبکو صور تجلیات حق دیکھہ اور اسی سے قائم یعنے سب کمال اور جمال حق کا ہے جو حق مین دیکھتا ہون پھر اس سے ہی ترقی کرے اور وجود اپنے کو درمیان سے باہر کر اور مدرک اور مشاہد حق کو دیکھے **لقمہ** - جان کہ سلسلہ علیہ نقشبندیہ مین بنائے کار تین طریق پر قرار پائی ہے - اول طریق توجہ ومراقبہ معنی بے چون وبے چگون بے شبہ وبے نمون کہ اسم مبارک اللہ سے مفہوم ہوتا ہے اور یہ بتوسط عبارت عربی وفارسی وغیرہما ملاحظہ کرین - اور تمام حواس وقوی سے اوسکی طرف متوجہ ہون تاکہ بے تکلف دوام آگاہی حاصل ہو - دوم طریق رابطہ ہے اور وہ توجہ بصورت شیخ ہے کہ فانی فی اللہ اور باقی باللہ ہے یہانتک کہ غیبت اور بے خودی ظاہر ہو اور صورت برزخ یعنے شیخ کی کہ طرف زیرین اوسکی ہے نظر سے ساقط ہو اور نظر دریائے شہود ذات اور حضور حق سبحانہ تعالی مین کہ جانب اعلی اوسکے ہے قائم ہو - تیسرا طریق لا الہ الا اللہ سے بطریق خفی کہ جامع معنی نفی واثبات ہے - طریق اول اعلی ہے

لیکن حاصل ہونا اوسکا پہلے تصرف جذبہ پر موقوف ہے۔ طریق دوسرا رابطہ کا ہے یہ اقرب طرق اور منشا ظہور عجائب وغرائب کا ہے۔ تیسرا طریق مضبوط اور بنیاد اوسکی محکم ہے **لقمہ** آئینہ کو بہت دیکھے۔ یہان تک کہ صورت شیخ کی اپنے خیال مین جمالیوے اور ہمیشہ نظر اوسپر رکھے یہان تک کہ حواس سے غیبت ہو۔ **لقمہ** کلمۂ اللہ کو سونے یا چاندی کے پانی سے لکھے اور ہمیشہ نظر اوسپر رہے۔ **لقمہ** صورت وہمی اللہ کو صفحۂ دل پر لکھے اور ہمیشہ متوجہ اوسکا ہو یہان تک کہ بےخودی حاصل ہو۔

خاتمہ

اعلم[له] ختم اللہ بالخیر خواتیم اعمالک۔ جو کچھ ان دو وصلون مین انواع اذکار وافکار ذکر کیئے گئے ہین ہمیشہ شغل کسی ایک کا ہی اون مین سے مطلوب کو پہونچانے والا ہے اور مستغرق اور منہمک ہونا اوسمین کام آتا ہے۔ اور صرف پڑھنا ان ورقون کا بلا کسی عمل کے اپنی بےوقوفی ظاہر کرنا ہے اس سے کچھ بہی فائدہ نہین یہ عالم کردار ہے نہ عالم گفتار بعضے اہل اللہ جیسے ابوحفص حداد قدس اللہ سرہ فرماتے ہین کہ تصوف پختہ کرنا خیالات اور وہمون کا ہے فی الواقع جب اوہام وظنون پختہ ہوجاتے ہین اور مغز جان کو پہونچتے ہین تب عجیب وغریب آثار ظاہر ہوتے ہین صاحب مقام کو اون سے لذت اور دیکھنے والون کو حیرت ہوتی ہے۔ لیکن بعض بوالہوس جو بعض مراقبات اور اذکار کا علم حاصل کرتے ہین اور اپنے پر نام صوفی کا رکھتے ہین حلم خداوندی وسیع ہے ورنہ اپنی ہلاکت کا سامان کرتے ہین اور بعض اس درجہ علم سے کچھ بڑہتے ہین اور برائے نام کسی قدر ہاتھ پاؤن مارتے ہین اور جب اثر اور لذت نہین پاتے اپنے دنیوی کامون کی طرف رجوع کرتے ہین اور ایک گروہ اوسی مقدار پر بس کرکر مکر اور فریب شروع کرتا ہے اور اپنے آپکو عارفون سے شمار کرکر خرابی کے گڑھے مین ڈالتا ہے۔ معلوم رہے کہ بنا ر فاسد فاسد ہوتی ہے کیا فائدہ۔ خدا تعالی پناہ دے ایسے مرتبہ وحالت سے مردود ہے جب قدم اس راہ مین رکھے جو کچھ داد طریقت کی ہے وہ دے اور جبتک صاحب تاثیر نہو۔ کوئی آواز نہ نکالے اس قدر واسطے تنبیہ غافل کے بس ہے۔ **امابعد** یہ خاتمہ تیار کیا جاتا ہے ساتھ ذکر طریق خاص کے

[له] ترجمہ جان خدا تعالیٰ خاتمہ بخیر کرے تیرے اعمال کا

واسطے ترتیب مرید صاحب اجتہاد اس حال مین کہ ظاہر اوسکا ساتھ طرح طرح کی صلاحیت کے آراستہ
ہو اور ساتھ اقسام اجناس آراستگی کے پیراستہ ہو امید پوری ہے اگر موافق اس تربیت کے قدم رکھے
گڑھے تفرقہ و پریشانی سے تہوڑی مدت مین نکلکر بلندی جمعیت کو پہونچے۔ اور درمیان بیان کرنے دو شغل
بعض فائدے بہی اوسکے لکھے جاوینگے وہو ولی التوفیق و بافاضۃ المطالب حقیق۔
لقمہ جان کہ علم بسیط یعنے مفرد ہے اور مرکب کو معلوم تمام اطراف اور حیثیتون سے ایکسی ہے فرد ہے
علم اوسکا بسیط حاصل ہو اور اگر معلوم متعدد بہی ہو لیکن حیثیت اجمال سے پایا جاوے وہ علم بہی
بسیط ہی ہے فرق اتنا ہے کہ اول بسیط حقیقی ہے اور دوسرا بسیط حکمی اور اگر معلوم ایک جہتون وحیثیون
سے مدرک ہو یا متعدد ملحوظ و مدرک ہے بہ تفصیل شک نہین کہ علم مرکب ہے حضرت علیہ صوفیہ کی ہمت
والبتہ اسطرح ہوئی ہے کہ علوم مرکب کو فنا کر علم بسیط حضرت واجب الوجود کا بہم پہونچاوین ایسی حیثیت
سے کہ سب اوقات یا اکثر اوقات اس جمعیت سے سرافراز رہین اور تفرقہ و خطرون اغیار سے اوسی جمعیت
کی طرف جاوین پس سب خطرات و خیالات کا فنا ہو جانا فنا فی اللہ ہے۔ اور اس حضور سے بہی
فنا ہونا فناء فنا ہے **لقمہ** ایک خالی گوشہ مین پوری طہارت حاصل کر کر متوجہ قبلہ ہو اور آنکہین
بند کر کر زبان تالو کے ساتھ مضبوط ملا کر دلمین اندیشہ کرے کہ مضغہ دل میرا اللہ کہتا ہے اور مین
سنتا ہون اور سب ہمت و توجہ اوس سُننے کی طرف لگاوے بعد گذرنے تہوڑی مدت کے خدا تعالی کی مدد
سے فی الجملہ ایک حرکت معلوم ہوگی اوسوقت ایسا متوہم ہوگا کہ یہ حرکت قلب ہے یا حرکت نفس یا
محض وسوسہ ہے جب اس قدر حاصل ہو ہمت زیادہ کرے کہ یہ حرکت ظاہر معلوم ہونے لگے اور شبہہ
اوٹھ جاوے اور تحقیق جان لیا جاوے کہ حرکت قلب ہے اور دل اللہ کہتا ہے۔ جب اس سعادت
سے مشرف ہو ہمیشہ ہمت بلند رکہے کہ خلوت مین اور جلوت مین دل سے آواز آتی معلوم ہو اس مرتبہ
مین دل ذاکر ہو جاویگا اور ظہور اسکا بتفاوت مرتبہ شاغلین کے ہے بعضونکو جلد بعضون کو دیر مین
بعضون کو تہوڑی توجہ سے اور بعضون کو بہت توجہ سے حاصل ہوتا ہے ولا تیئسو من روح اللہ
الا القوم الکافرون **لقمہ** کبہی جاری رہنا دم کا مانع ظاہر ہونے اس حرکت کا ہوتا ہے بصور تمکین

دم کو زیر ناف حبس کرے تا کہ دل موافق ایک طشت پانی کے جو لہرون سے محفوظ ہوتا ہے ہو جاوے اور حرکت
قلب معلوم ہونے لگے مگر اتنا حبس نفس نکرے کہ ضرر امراض وغیرہ کا خوف ہو کہ ضرر عدم حبس سے زیادہ
ہو جائے موافق طاقت کے حبس کرے اور آہستگی سے دم چھوڑے اس حالت مین بھی حرکت کا خیال رکھے
لقمہ جب حرکت معلوم ہوگئی اور جاری ہونا قلب کا ظاہر ہو گیا اسکی حفاظت مین بہت کوشش کرے یہ
حرکت بہت ضعیف ہوتی ہے اور تہوڑے مانع سے جاتی رہتی ہے اور پہر کوشش سے بہی نہین ملتی بلکہ
کوشش بہی سبب حرکت کہونے اور کم حرکت کا ہوتا ہے لیکن ناامید نہو اور عاجزی سے اپنے گم شدہ کا
طالب رہے اکثر سبب گم ہونے اس حرکت کا حدیث نفس یا خطرہ یا علم اشیا ہوتا ہے جیسا دوسرے
وصل کے شروع مین بیان کیا گیا ہے کیونکہ توجہ دل کی بآن واحد دو طرف محال ہے **لقمہ**- جب یہ امر
جلیل القدر ہاتہ آجاوے اسکو حقیر نہ جانے اور اس نسبت کی پرورش مین رات دن لگا رہے جب بسخت
ضرورت ہو تب دوسری طرف متوجہ ہو اور وظائف و نوافل و تلاوت اگر اسکے مخل ہون اونکو ملتوی کرے
اور اگر مؤید ہون کرتا رہے اکثر یہ حرکت بند آنکہون سے ہوتی ہے پہر آہستہ آہستہ آنکہ کہولے اور نسبت
کو حاضر رکھے تا آنکہ ایسا ملکہ ہو جائے کہ آنکہہ کہولے پر بہی وہ نسبت حاضر رہے خلوة در انجمن بہی ہے
پہر تو بتائید ایزدی یہ نسبت ایسی قوی ہو جاویگی گم ہونے پر تہوڑی توجہ سے پائی جاویگی اور دیر تک
رہے گی اور کسی مانع سے گم نہوگی او سوقت لذت ذکر حاصل ہوگی اور جمعیت دلی حاصل ہوگی-
لقمہ جب حال اس مرتبہ کو پہونچے کہ ذکر اللہ زبان دل سے بہ آسانی سنا جاوے تب وہ حرکت
جو دل سے پیدا ہوئی ہے تمام بدن مین پہیلجاویگی اور طریق پہیلاو کا یہ ہوگا کہ کسی عضو سے بہی وہ حرکت
معلوم ہوگی جیسے دل سے معلوم ہوتی تہی فاما شرط یہ ہے کہ اوس حرکت عضو کی طرف توجہ نکرے متوجہ قلب
کی طرف ہی رہے ایسا نہو کہ توجہ حرکت عضو دل سے غافل کر دے رئیس اس کام مین دل ہی ہے جملہ اعضا
اوسکے تابع ہین **لقمہ** جب نور ذکر کا پہیلجاوے گا تو تہوڑے عرصہ مین تمام بدن کو احاطہ کریگا سر سے ناخن پا
تک ذکر سے آباد ہو جاویگا تب مختلف احوال طاری ہونگے کبہی شادان و خندان کبہی افسردہ و حیران کبہی
گریان گاہ بریان مگر کسی طرف بہی ملتفت نہو ذکر ہی مین مشغول رہنا بڑی ہمت دیتی وہ دنیاوی جانے تائید آلہی آہے

کسیوقت ایسا ہوگا کہ ایکہی بار سارے بدن سے آواز ذکر اسم آویگی اور سب اعضاؤ کے ساتھ
موافقت کرینگے ایک ہی آواز سے۔ کبھی غلبہ ذکر کا ایک عضو مین زیادہ ہوگا دوسرے مین کم۔ اور کبھی سب مین
مساوی مگر مساوات کے وقت لذت زیادہ ہوگی اصطلاح صوفیا مین اسکو سلطان الاذکار کہتے ہین۔ **لقمہ**۔
شروع ذکر قلب کا اول سے بے مدد قوت سامعہ کے ہوتا ہے اور بعد ٹہرنے کے اکثر کو کانون سے سُننا میسر ہوجاتا
ہے مگر خود ذاکر ہی کو یہ سنائی دیتا ہے اور دوسرونکو سنائی دینا اسکا غلط عوام ہے اور جو اشخاص یہ
سمجھتے ہین کہ دوسرا شخص یہ آواز سن سکتا ہے اوسکی کچھہ اصل نہین حضرت شیخ شرف الدین یحییٰ منیری
قدس سرہ معدن المعانی مین فرماتے ہین بعض اہل اکتساب جو ایسی صورت بیان کرتے ہین اوسکا سبب
یہ ہے سینہ سے بہ اعانت حلق کے ایک آواز ضعیف آتی ہے۔ سُننے والا جانتا ہے کہ آواز قلب کی ہے لیکن
یہ آوازِ دل نہین ہے آواز حنجرہ (نلی حلق) ہے۔ ایسا ہم نے دیکھا ہے اور سنا ہے **لقمہ** سالک کو کبھی ذوق کسی
اسرار غیب ظاہر ہونیکا ہوتا ہے یہ خیال اوسکی ترقی کا مانع ہے اگر باطن مین اس خیال کا غلبہ ہو تو اپنے
شیخ سے رجوع کرے اگر شیخ مصلحت دیکھین تو اطلاع فرماوین گے صراحۃً یا کنایۃً نہین تو اغماض فرماوینگے
کہ ہنوز وقت انکشاف نہین پہونچا ہے **لقمہ**۔ مقصود ذکر سے فنا ہونا مذکور مین ہے پس ہمت مجرد تلفظ
کلمہ جلالہ زبان اور دل سے نہ کیجے اگرچہ من وجہہ یہ فائدہ دیتا ہے لیکن پہونچنا مقصود کی طرف بے حضور
مذکور کے نہین ہوتا کیونکہ مقصود فنا مذکور مین ہے نہ فنا اسم مذکور مین **لقمہ** عجائب حالات و غرائب واردات
سالکین سے یہ بھی ایک مرتبہ ہے کہ علم مذکر کائنات حاصل ہوتا ہے اگرچہ باآہنگی ہو۔ لازم ہے کہ اس مین
مقید نہو کہ مقصود آگے ہے اسجگہ ایک باریک بات ہے کہ اسحالت مین دو امر مشتبہ ہوتے ہین بعض
وقت ذاکر سنتا ہے کہ در اور دیوار اور جنگل و کوہسار۔ ہاتھ اور پاؤن شجر اور حجر اللہ کہتے ہین یہ سننا
ذکر کائنات نہین ہے بلکہ استیلاء ذکر ذاکر کا ہے کیونکہ ہر اشیا کو ذکر خاص حالی سے حصہ ہے جیسا کہ اکثر
علما، اسی پر متفق ہین اور بعض کے نزدیک ذکر مقالی بھی ہر شئے کائنات کو حاصل ہے پس پایا تسبیح خاص ہر ایک
شئے کا ساتھ اپنے معانی مختلفہ کے ہے کیونکہ اشیاء کائنات مختلف ذکرون سے ممتاز ہین اور ہر جنس و نوع ایک
خاص ذکر کے ساتھ مشغول ہے لیکن خصوصیات شئون مقتضی خصوصیات ذکر ہے اگر کوئی ذاکر ذکر کرتے وقت

دیوار سے ایک ذکر خاص اور سجادہ سے ایک ذکر خاص سنگریزہ سے ایک ذکر خاص سنے تو یہ ممکنات ذکر کائنات پر
اطلاع پانے سے ہے گو پہر ہی احتمال باقی ہے۔ **لقمہ** اس مرتبہ علیا پر پہونچنے کے بعد کبھی ایسا ہوتا ہے کہ ذاکر
کو سوائے اوس آواز قلبی کے ایک اور حرکت بہی قلب اور شریانات مین پائی جاتی ہے۔ پہلی حرکت معمولی
تو جدا جدا ہوتی ہے اور یہ حرکت ثانیہ متصل ملی ہوئی ہوگی۔ پہلی حرکت مثلاً ہو ہو بتکرار کلمہ ہے اور دوسری
حرکت مثل ہو۔ ایک کلمہ جو ممتد ہو یا مثل پہلی آواز کے موافق گرنے ایک پانی کے ہے جو ایک جگہ گر کر دوسری
جگہ بہی گرتا ہے اور بہتا چلا جاتا ہے گو آواز پے درپے ہوگی مگر دو آوازین برابر ہوتی رہین گی۔ اور مثل
دوسری آواز کی ایسی ہے کہ چادر پانی کی ایک ہی بار گرتی اور بہتی ہے یا مثل اول آواز ہتوڑہ کے ہے
جو آہنون پر بار بار ضرب لگاتا ہے اور مثل ثانی آواز ایک برتن کے ہے کہ اوسپر ہتوڑہ مار دیا اور دیر تک
وہ آواز رہی۔ قطع نظر تفاوت قوت اور ضعف دوسری حرکت پہلی حرکت سے لطیف تر ہے اور بعد
بہت مشق کے محسوس ہوتی ہے۔ جاننا چاہیئے کہ حرکت اول جو منفصل ہے وہ کلمہ حق یا ہو۔ یا اللہ پر
حمل ہو سکتی ہے کیونکہ آواز منقطع کا اول اور آخر ہوتا ہے اوس سے کوئی لفظ پیدا ہو سکتا ہے مگر دوسری
حرکت جو متصل ہے اوسکا شروع اور آخر کسی لفظ پر کیونکر حمل ہو سکتا ہے پس حرکت اولی محمول ذکر
اسم پر ہے اور حرکت ثانی محمول ذکر موسوم پر۔ فامایہان اعتراض ہو سکتا ہے کہ مذکور موسوم مطلق
ایسی قید اطلاق سے موصوف ہے کہ اطلاق کو بہی بطریق قید اطلاق نہین کر سکتی کیونکہ لابشرط سے ہے
نہ بشرط لاشے اور اس حرکت ثانیہ کو جو سالک محسوس کرتا ہے وہ عالم محسوسات سے ہے پس حمل اوسکا مقصود
پر کیسے ہو سکتا ہے۔ ہم کہتے ہین یہ اعتراض صحیح ہے لیکن جاننا چاہیئے کہ اطلاق کئی انواع سے ہے نوع
یعنے آواز نالی کی جو ممتد ہے قریب تر مقصود سے ہے بہ نسبت اور انواع تقئید کے۔ حرکت ثانیہ بہ نسبت
حرکت اولی مشبہ تر بمقصود ہے اور نفس الامر مین دونون حرکت عالم تنزلات سے ہین مظاہر اسماء
و صفات۔ اس راستہ کے چلنے مین مقصود اوسوقت مونہ دکہلاوے گا کہ مرتبہ فنا فنا اور بقا بقا کو
نزول اور وہ بہت آگے ہے۔ حضرت شیخ ایک حکایت اسی ذکر مین فرماتے ہین۔ فقیر شروع حال مین
ایکدن واسطے طلب راہ مستقیم ایک بزرگ کی خدمت مین گیا اوس سے پہلے ہی مشغولی سے مین

خالی نتھا بلکہ میری مشغولی نے ایک صورت بہم پہنچائی تھی لیکن تشنگی باقی تھی میری مشغولی عالم فکر سے تھی۔ اوس بزرگ نے فرمایا مناسب حال تمہارے مشغولی صوت سرمدی ہے جسکو صوت لایزالی بھی کہتے ہین۔ اور جوگ مین اوسکو انہد کہتے ہین وہ کرنی چاہیئے۔ مین نے عرض کیا طریقہ عنایت فرمایئے کہا دونون کانونکے سوراخ ہاتہ کی سبابہ اونگلیون سے بند کرا ور متوجہ ہو۔ تمہارے دماغ سے ایک آواز مثل گرنے پانی کے بلندی سے پستی کو برابر مسموع ہوگی اوس آواز کے سننے پر متوجہ رہو اور ایک لحظہ غافل نہ بیٹھو اور جب کسی قدر رسوخ ہوجاوے اونگلیونکو ڈھیلی کرو تاکہ وہ شور تم سے غائب نہو یہان تک مشق بہم پہنچاؤ کہ بغیر بند کرنے کانون کے بہی وہ آواز سنائی دے اور عالم کا شور مزاحمت نکرے۔ تم کو اس مقام پر شوق ظاہر ہوگا جو کہنے مین نہین آتا۔ اور بعض اشخاص گول مرچ کو روئی مین لپیٹکر کانون کے سوراخ مین رکہتے ہین اوس مرچ کی گرمی سے وہ آواز قوت پکڑتی ہے بعض سے ایسا ہی سنا گیا ہے کہ اوس گولی مین ایک دھاگا باندہ دیتے ہین تاکہ وہ کان کے اندر نہ چلی جاوے اگر چلی جاوے اوس دہاگے سے کہینچ لین۔ یا مرچ کو ریشمی کپڑے سرخ رنگ مین لپیٹتے ہین اوس سے زیادہ حرارت ہوتی ہے۔ سال بہر کے بعد وہ مرچ بیماری آنکہہ مین بہت کارآمد ہے مینے روبرو اوس بزرگ کے دونون انگلیان کان کے سوراخون مین کرین۔ فی الواقع جیسا اونہون نے فرمایا تہا آواز سنی۔ کچہ دیر متوجہ رہا مینے معلوم کیا جو پہلے معلوم نہ تہا عرض کیا مولانا مقصود کب چہرہ سے نقاب دور کریگا جسکی آرزو ہے۔ فرمایا میان میر لاہوری اور اونکے یار یہی شغل رکہتے تہے اسی صورت سرمدی کو حضرت حق کہتے تہے مین تو طالب العلم تہا اور کتب متداولہ کے مضامین زیر نظر تہے اور شروع حال رکہتا تہا اسبات کے سننے سے رنجیدہ خاطر ہوا اور اس شغل کو ترک کردیا تا آنکہ مدینہ منورہ مین بنور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بخدمت شیخ اپنے شیخ یحیی مدنی رضے اللہ تعالے عنہ کے حاضر ہوا یہ بات نقل کی حضرت مرشدی نے فرمایا یہ شغل اچہا مفید ہے اور مشترک ہے درمیان صاحب کرامات وصاحبان الستدراج کے اور اثر اسکا یہ ہے کہ خاطر پریشان کو جمعیت پر لاتا ہے اور مطلب یکسو کردیتا ہے اور ایک صورت ربط کی پیدا کردیتا ہے درمیان شاغل اور مقصود کے اور مورث ہوتا ہے ربودگی اور بےخودی اور غیبت کا کہ مقدمہ فنا در الفنا کا ہے اور وہ جو کہتے ہین حق یہی ہے باعتبار مشابہت اوس اطلاق کے کہتے ہین جو اس مین پوشیدہ ہے ورنہ لیس کمثلہ شئ وہو السمیع البصیر اور بیان اعتبار مشابہت

اطلاق اور تقیید وہی ہے جو درمیان حرکت اولی و ثانیہ کے لکھا گیا۔ **تقمہ** جب یہ حرکت جو بحرکت متصل موسوم ہے سالک کو مدرک ہو۔ تو بعض سالکون کو بسبب صفائی مزاج و قوت اونکے پہیلاؤ اوسکا تمام بدن مین اور بعض کو کسی ایک عضو مین حاصل آتا ہے بہر تقدیر ظہور اس حرکت ثانی کا بسبب توجہ مقصود کی طرف ہے اور اگر توجہ مقصود کی طرف ہو تب توجہ بطرف مضغہ صنوبری کے کرے بے اعتبار اسم کے اور اگر دشوار ہو بلا اعتبار اسم کے تو ضمن اسم کے ساتہ کرے لیکن اس مرتبہ مین توجہ صرف اسم کی طرف بے اعتبار مسمے بہت ضرر رکہتی ہی بلکہ یہ مرتبہ اوسکی برابری مین بمرتبہ کفر کے ہے حسنات الابرار سیئات المقربین اسی کا بیان ہے اور چاہیئے کہ علم اس حرکت متصل کا برابر اوس حرکت کے ہو جیسا اندازہ وہ حرکت رکہتی ہے علم بہی وہی اندازہ رکہے اور ہم واسطے امتداد اوس علم کے حیلہ ہا اوٹہاتے ہین کہ ثواب اور عقاب اور قرب و بعد اور حضور و غیبت سب اوسی علم پر مترتب ہے اور جب کہ اصل دونون حرکتون مین قلب ہے جہان تک ممکن ہو علم اس حرکت کا استفادہ مضغہ یعنے دل سے کرے نہ اور عضو سے۔ دل کی طرف توجہ کرنے سے سب اعضا کی توجہ جلد ہوتی ہے اور جب سارا بدن اس حرکت سے مشرف ہو مذکور کو اور پر حرکت تمام بدن کے پیوستہ اور موافق کرے اور علم کو اوس مذکور سے منطبق کرے۔ اسوقت اشیا ثلاثہ کا یعنے حرکت کل بدن اور مذکور کہ مدلول کلمہ اللہ کا اور مسمی اوسکا ہے اور علم مذکور کا منطبق ہونگے جیساکہ انطباق مسافتہ اور حرکت اور زمان کا مباحث اعراض و کمیت مین پڑہا ہوگا۔ اسمرتبہ مین ہجوم غیبت و بیخودی اور نزول مرتبہ فنا اور انفنا مین ہے **تقمہ** جب کثرت درزش سے اوسجگہ کام پہونچے کہ حضور علم اس حرکت کا اکثر اوقات مین میسر ہو ہمت اسپر رکہے کہ حضور اس معنی کا بے واسطہ مضغہ کے حاصل ہو اور اصلا توجہ مضغہ کی طرف نہ ہو تا ترقی واقعہ ہو اور توجہ بمضغہ و حرکت تمام بدن درمیان سے اوٹہ جاوے وہی علم ساذج مذکور کا رہجاوے اور انطباق معدوم ہو بعدم الطرفین او طرف واحد۔ جب کہ انطباق علم اور مذکور اور حرکت مین ہم فرض کرین۔ اور ہمت مصروف پرورش اس نسبت مین رکہین کہ قلت سے کثرت اور کثرت سے دوام کو پہونچاوین اور اگر بعض وقت بسبب ضعف نسبت بے واسطہ حرکت کی نگاہداشت نکرسکین تب توسل اوسی حرکت کا کرکر متوجہ ہوں بیکاری روا نہ رکہین اگر حرکت کلیہ متصلہ بدنیہ سے بہی غفلت ہو جاوے

تب حرکت جزئیہ قلبیہ متصلہ کی طرف رجوع کرین اگر وہ بھی گم ہو جاوے حرکت منفصلہ جزئیہ قلبیہ کی طرف
متوجہ ہون اگر وہ بھی مفقود ہو اگر قدرت رکہے ٹہنڈے پانی سے غسل کرے یا دو تین بار قوت کے ساتہ
نفس کو دماغ سے جہاڑین یا اسم فعال بافہم معنی بحضور قلب چند بار پڑہے انشاء اللہ ان اوضاع سے
گم شدہ اپنے کو پاوینگے **لقمہ** جب بعنایت آلہی کثرت ورزش سے کام اوس حد کو پہونچے کہ بیشتر اوقات
حضور مذکور بے توجہ اوس حرکت کلیہ بدنیہ کے حاصل ہو ایسا نکرے کہ ایک لحظہ بہی غفلت اس دولت سے
خواہ افعال جوارح مین ہو یا افعال قلب مین روا نہ رکہے ۔ اسوقت دست بکار اور دل بیار حاصل
ہوگا **رباعی** سررشتہ دولت اے برادر بکف آر ٭ وین عمر گرانمایہ بغفلت مگذار ٭ دائم ہمہ جا با ہمہ کس
در ہمہ کار ٭ میدار نہفتہ چشم دل جانب یار ٭ **لقمہ** توجہ مذکور جب بے انطباق میسر ہو یہ بہت بڑی دولت
ہے کیونکہ ذکر قلبی اسمرتبہ مین متحقق ہوتا ہے جبتک حرکت درمیان ہی ذکر دل نہیا دل ایک لطیفہ رحمانی
ہے نزدیک بعض کے نہ جسم ہے اور نہ جسمانی اور ایک گروہ دل کو قوت دراکہ سے تعبیر کرتا ہے اور بعضے مجرد
جانتے ہین اور ایک گروہ بخار لطیف کہتے ہین اور شرذمہ عالم امر سے کہتے ہین اور فرقہ مرتبہ عرض مین
رکہتے ہین اور معشری جوہر دیکہتے ہین اور ایک قوم اسکے بیان مین چپ ہے اور ہم نے تفصیل اسکی
عشرہ کاملہ مین بیان کی ہے اور اطلاقات قلب و نفس و روح و عقل بیان کیئے ہین اور حرکت کہ عالم
عوارض اور عالم اجسام کو عارض ہے منزل دل سے کوسون دور ہے **لقمہ** جب ذکر قلبی حاصل ہو
اور انوار ظاہر ہونے لگین اور انوار کبہی اپنے اندر اور کبہی اپنے سے باہر کبہی دل مین کبہی سر مین کبہی
ہاتہ مین داہنے یا باوین دیکہین یہ سب نیک ہین اور کبہی تمام بدن مین یہ نادر ہے ۔ اور خارج اپنے سے
کبہی داہنے کبہی بائین کبہی اوپر سر کے کبہی آگے یہ سب نیک ہین تفصیل پیشتر لکہی گئی ہے ۔ القصہ سالک کا
اسمرتبہ مین رہنا اور عاشق انوار کا ہونا بے فائدہ ہے اور جسکو اس راہ کے چلتے وقت کوئی نور نظاہر ہو
اوسکا سلوک پورا ہے اور امید وصول اوسکی زیادہ قریب ہے اگرچہ ظہور اس دولت کا رحمت ہے فاما
کوشش کرنا چاہیئے کہ یہ علم پیدا غیر جہت اور کیفیت سے ہو ۔ تاکہ مناسبت درمیان علم و معلوم کے
ہو جائے کہ مطلوب ہے اور اطلاق اور عدم تقیید کے ایک حیثیت پیدا ہو بیان اسکا یہ ہے کہ سالک قلب سے

ایک کیفیت پاوے کہ قلب کے بیچ سے باہر آئی ہے مثل ایک دھاگے کے اور جانب مطلوب کے جارہی ہے کہ وہان جاکر بند ہوجاوے مگر جبکہ وہ ذات پاک بحکم اطلاق متعین نہین ہے دھاگہ اوس سے جالگے ناچار مطلق غیر متعین فی حد ذاتہ کے مرتبط ہوگا کہ ہرگز شائبہ کم اور کیف کا وہان نہ پہونچیگا جو سالک کہ علوم عقلیہ سے بہرہ مند نہین ہین ایسے تصور مین مذبذب ہونگے اور جو سالک غوامض علوم سے بہرہ یاب ہین اونکو اس قدر پریشانی نہین ہے البتہ بےمزگی کا چارہ نہین کہ سالک بیچ ربط کرنے اس دھاگے کے ساتھ امر مطلق کے من جمیع الوجوہ بدایت حال مین لذت نہ پاوے بلکہ بیکاری اور ضائع کرنا وقت کا گنے۔ مگر بمدد عشق اور قوت زیادتی محبت کے باوجود بےمزگی کے یہ بیکاری گوارا کرے مگر جب وہ خیال جم جائے اور وہم پختہ ہوجاوے تب جان جائیگا کہ کہان ہے اور کیا ہے۔ مشائخ رحمۃ اللہ علیہم اس مقام مین سالکون کو اوراد اور وظائف اور نوافل جس سے اس رشتہ کے ٹوٹ جانے کا خوف ہے منع فرماتے ہین اور بعض مشائخ جب پاتا ایسے امر مطلق کا مرید پر مشکل دیکھتے ہین اوسکو فرماتے ہین کہ متوجہ سب عالم کو ہو من غیر اعتبار تعیناتہ و تشخصاتہ کیونکہ پیچھے دور کرنے اور جھیل لینے نسبت کے باقی نہین رہتا مگر وہی اطلاق ہیولانی **ف** اور بعضے اوس مطلق کے تئین دریائے نور غیر متناہی سے تعبیر فرماتے ہین اور اپنے تئین ایک قطرہ نور کا اوس دریا مین گم دیکھتے ہین اور بعضے اوسکو اندھیرا غیر متناہی قرار دیتے ہین اور اپنے تئین سایہ جو اندھیری رات مین اوسمین گم ہوجاوے اور بعض اوسکو خلا بین السماء والارض وبین کل شئی اور ایسی مثالین سمجھتے ہین مگر یہ کچھ نہین ہے مگر تمثیل معقول کی محسوس کے ساتھ لافہام اہل العقول النحیفۃ الضعیفۃ الواھیۃ والا تعالی اللہ عن ذالک علوا کبیرا وللناس فیما یعشقون مذاہب لینے نحیف اور ضعیف عقل والے سمجھ لین ورنہ ذات پاک اللہ تعالی بہت بڑی اور عالی ہے اور آدمیون کے واسطے جس سے وہ تعشق کرتے ہین جدا جدا راستے ہین۔ مطلوب ان سب سے فنا کرنا ہستی موہوم کا ہے کہ اوپر آنکھون سالک کے پردہ دیکھنے وجود مطلق سے کہ حقیقت اوسکی ہے ہو رہا ہے اور واسطے اس امر بلند کے اور مطلوب ارجمند کے یہ سب حیلے اوٹھائے جاتے ہین۔ جب غلبۂ حال مین علم اپنا نرہے بلکہ علم کا بھی علم نرہے کیونکر فنا حاصل ہو جب علم علم اس علم کا بھی نرہے فنا رفنا حاصل ہوگی جس قدر آپ سے بےخود ہو اوسی قدر اوسکو ملیگا ع آنقدر کز خویش رفتم در آغوش توام

حاصل یہ ہے کہ سالک اپنے نفس ناطقہ مین ایک نسبت پاتا ہے مگر نہین جانتا کہ دوسری طرف اوس نسبت کی کس سے مربوط ہے جس مین بند کرے گا ضرور ہے کہ وہ ایک تعین ہوگا اور آنحضرت مطلوب و مقصود لامحالہ ما ورا ے اسکے ہے جس مرتبہ پر کہ ٹہر و حضرت مطلوب اوسکے سوا ہے کیونکہ جو کچھہ کہ ہے خیال سالک مین متعین ہوگا متعین بتعین محاط ذہن السالک ہوگا و کل متعین من حیث تعینہ و تشخصہ لقید و تشخص فہو لا المطلوب اسی جگہ کہا ہے کہ کنہ مطلق کو ہاتہ کسی نبی وولی کا نہین پہونچتا۔

بیت عنقا شکار کس نشود دام باز چین ٭ کاینجا ہمیشہ باد بدست است دام را ٭ پس سالک جب جانتا ہے کہ مین متوجہ اوسکا ہون مگر نہین جانتا کس طرف متوجہ ہون یعنے جانتا ہے مگر نہین جانتا کہ کیا جانتا ہے یہ مرتبہ فنا کا ہے اور اگر جانتا ہے مگر نہین جانتا کہ کیا جانتا ہے اور یہ بہی نہین جانتا کہ جانتا ہے یہ مرتبہ فناء فنا ہے۔ یہ مرتبہ نہایت سیرالی اللہ کا ہے اور اس سے آگے سیر فی اللہ ہے **تتمہ** فنا دو قسم پر ہے۔ قسم اول وہ کہ علم مرکب رکہتا ہو اور دوسری قسم وہ ہے کہ علم بسیط ہو جاوے۔ علم مرکب عبارت اس سے ہے کہ ایک کیفیت پانے والی جو سالک کے دل سے اُٹہے اور متوجہ حضرت مقصود کی طرف ہو اور اوسکے سوا ہر طرف سے منقطع ہو۔ اور سواے مقصود اور راستہ نرکہے یا جس شئے کو طالب پاتا ہے بصفت غیر کے نہین پاتا صفت عین ہونے کا لحاظ رکہتا ہے نہایت یہ کہ کسی شان کے ساتہ چہپا ہوا ہے جو اوس شان کو خارج مین وجود نہین ہے اور ایسے پانے کو سمجہے کہ درحقیقت ایسا ہی ہے جیسا کہ قائلین وحدت وجود کا مشرب ہے یا آنکہ جو کچہ دیکہا جاتا ہے نہایت توجہ مقصود کی طرف اور فرط محبت اسکی سے وہ مقصود اور دوست دیکہا جاتا ہے اگرچہ واقعہ مین ایسا نہین ہے بلکہ وجودات متغائرہ ذات خاص واجب الوجود سے ہے واقعہ ہین اور یہ حکم ہمہ اوست ایک حکم ہے غیر واقعہ ہے جیسا کہ قائلین وحدت شہود نے خیال خام پکایا ہے ہر تقدیر رفع غیر من حیث الغیریۃ حاصل کرنے توحید کو متفق علیہ یقینیا ہے۔ پس سالک مختلف علمون سے علیحدگی کر کر ایک علم کی طرف جاوے اور اس توحید سے تقرب الٰہی پاوے لیکن ابہی اسقدر باقی ہے کہ علم اس علم کا رکہتا ہے اسیواسطے یہ علم مرکب ہے ؎ تا در تو ز پندار تو ہستی باقی است ٭ میدان یقین

ے یعنی ہر تعین بحیثیت تعین اور تشخص ہے اور وہ مطلوب نہین ہے ۱۲ ۱۲۱۲

بت پرستی باقی است ؛ گفتی بت پندار شکستم رستم ؛ این بت کہ تو پندار شکستی باقیست ؛ لیکن علم بسیط عبارت ہے اس سے کہ ساتھ کیفیت پانے والیکے متوجہ بمعصود ہو ایسی طرح کہ سالک سب ماسوا سے منقطع ہوجائے یہانتک کہ یہ علم بھی باقی نرہے پس اس حالت مین علم سالک کا بسیط ہوجاوے گا اور فنائے حقیقی حاصل ہوگی اور نزدیک بعض علم اول کہ مرکب ہے اوسکو فنا کہتے ہین اور علم ثانی کہ بسیط ہے اوسکو فناء الفنا کہتے ہین اور یہ دونون مرتبہ سالک آپ نہین لاسکتا یعنے اپنی کوشش سے حاصل نہین کرسکتا بلکہ جناب تقدس کے فیضان سے ہوتا ہے۔ من غیران یکون لسلوک السالکین فیہ تاثیر ؏ بجستجوئے نیابد کسے مراد دلی ؛ کسے مراد بیابد کہ جستجو بکند ؛ یہ درجہ متناہی حد جذب و بیخودی و غیبت ہے تاکہ کسی سعادت مند کو حاصل ہو اور اس کی نشانیان ہین ہر مدعی اسکا دعوی نہین کرسکتا اور جبتک سالک مرتبہ جذب اور بے خودی کو نہ پہونچے ولایت کے درجہ کو نہین پہونچتا فرزاہدون عابدون اخیار ابرار سے ہوتا ہے جاننا چاہیئے جذبہ شرط ولایت کی ہے لیکن ہمیشہ رہنا اوسکا شرط نہین ہے۔ بعض برسون تک سکران مین رہتے ہین۔ پھر ہوشیاری مین آتے ہین کہتے ہین سلطان العارفین حضرت بایزید بسطامی رضی اللہ تعالی عنہ تیس برس تک اس مقام مین تھے بعض کو صرف ایک ساعت ہوتا ہے اور مجذوب اسی مرتبہ مین مقید رہجاتے ہین نہ عروج کرتے ہین اور نہ ہوش مین آتے ہین وہ اس تربیت کے لائق نہین۔ ہان مشائخ رضوان اللہ علیہم جو بادشاہ تختگاہ ہوشیاری اور خلیفۂ انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام کے ہین وہ اس دولت سے متولی ہوتے ہین لقمہ بقا باللہ عبارت ہے مرتبہ جمع الجمع سے جو کہنیچے والا حیرت کبرے کا ہے اور یہ حیرت کبری آخر مقامات ہے اگرچہ نزدیک بعضون کے آخر مقام رضا و تسلیم ہے۔ جاننا چاہیئے کہ بقا باللہ رجوع طرف شروع کے ہے لیکن شروع مین مرتبہ تفرقہ کا ہے اور اشیاء جیسی حیثیت سے کہ وہ مقید بہ تعینات ہین انکو ویسا ہی پاتا ہے۔ اوسکی نظر صرف مظاہر کو دیکھتی ہے یہ پوری غفلت ہے۔ اور بعد ترقی پانے بلندی غیبت و بے خودی اور کامل جذب ہونے کے۔ اور قیدین و تعینات کے مٹ جانیکے۔ پھر رجوع بہ اعتبار تعینات

اصرمتانے تشخصات کے کرتا ہے لیکن دوسری نظر سے۔ اسکی وہ پہلی نظر غفلت والی نہین ہوتی۔ اگرچہ دونون مرتبہ مین تعینات کا اعتبار کرتے ہین۔ مگر اون مین فرق ظاہر ہے سالک کو اول مرتبہ مین مقصود اور اوسکے دل کی توجہ محض امور تعین کیئے ہوئے۔ قید کیئے ہوئے ہین۔ اور مطالعہ امر مطلق کا بالکل ناموجود ہے اور دوسرے مرتبہ مین مقصود اور توجہ دلی اوسکی محض ذات مطلق ہے اور اضافت اور تشخص ہونا اس حیثیت سے ملحوظ اوسکا ہے کہ یہ منظاہر اسما وصفات اوسکے ہین۔ دوسرے مرتبہ مین بعض ایسے ہوتے ہین کہ اشیاء عالم مین پہلے اونکو ذات مطلق ملحوظ ہوتی ہے۔ اور اوس ذات کے نور سے تعینات اور اضافات دیکھتے ہین اور بعض ہوتے ہین کہ مطالعہ ذات مطلق۔ اشیاء عالم کے دیکھنے مین کرتے ہین اور بعض ہوتے ہین کہ بعد دیکھنے اشیا کے ذات مطلق دیکھتے ہین اون مین سے ایک کا مقولہ ہے۔ ما رایت شیئا الا و رایت اللہ قبلہ ترجمہ مین نے کوئی چیز نہین دیکھی مگر یہ کہ اوسکے پیشتر خدا کو دیکھا۔ دوسرے صاحب فرماتے ہین۔ ما رایت شیئا الا و رایت اللہ فیہ۔ یعنے مین نے کوئی چیز نہین دیکھی مگر خدا ہی کو اوسمین دیکھا تیسرے بزرگ فرماتے ہین ما رایت شیئا الا و رایت اللہ بعدہٗ ترجمہ مین نے کوئی چیز نہین دیکھی مگر اوسکے بعد خدا کو دیکھا۔ الغرض وَ مامنا الا ولہ مقام معلوم (یعنے ہم لوگون مین ہر ایک کا مقام مخصوص ہے) کا حال ہے۔ عارف جب آخر مقام پر نزول فرماتا ہے عوام اوس مین اور سب آدمیون مین فرق نہین معلوم کر سکتے اس جگہ پر معنی اولیائی تحت قبائی لا یعرفہم غیری (میرے اولیا میری قبا کے نیچے ہین کوئی سوائے میرے اُنکو نہین جانتا) سمجھہ مین آتے ہین اور عام قول مالھذا الرسول یاکل الطعام ویمشی فی الاسواق (یہ پیغمبر کیسا ہے کہانا کہاتا ہے اور بازارون میں پہرتا ہے) اسی معنی سے ہے۔ رجال لا تلہیہم تجارۃ ولا بیع عن ذکر اللہ (خدا کے بندے ایسے ہی ہین کہ تجارت اور خرید و فروخت انکو خدا کے ذکر سے نہین روکتی) اسی مقام سے خبر ہے۔ اور جبکہ دریافت کرنا اہل اللہ کا جو اس مرتبہ کمال کو پہونچے ہین مشکل ہے کیونکہ ظاہر حال اُن کا سب آدمیون جیسا ہے بخلاف مجذوبون کے کہ بسبب مخالفت اطوار کے ہو اُنکے

سب لوگون سے انکی حالت ظاہر ہوتی ہے اسی سبب اون کا اعتقاد لوگون کو ہو جاتا ہے۔ مشائخ
رضوان اللہ علیہم اجمعین جب حالت صحو مین مرتبہ فردیت کو پہونچتے ہین کرامات اون سے ظاہر نہین
ہوتی متوجہ الیہ اونکی ذات خداوندی ہے اور اونکے تصرفات دنیا مین تاثیر صفات سے ہین جو اوس
مقام سے نیچے ہین۔ جس قدر اسمقام آخری سے فروتر ہونگے تصرفات اونکے زیادہ ہون گے۔
تفصیل ان حالات کی احاطۂ تحریر سے باہر ہے قُلْ لَّوْ كَانَ الْبَحْرُ مِدَادًا لِّكَلِمَاتِ رَبِّي لَنَفِدَ
الْبَحْرُ قَبْلَ اَنْ تَنْفَدَ كَلِمَاتُ رَبِّي وَلَوْ جِئْنَا بِمِثْلِهٖ مَدَدًا ہ ترجمہ کہہ اے محمد اگر ہون تمام
سمندر سیاہی واسطے لکھنے کلمات الٰہی کے ہر آئینہ وہ خالی ہو جائین گے اور وہ کلمات ختم نہونگے۔ گو
ان سمندرون کے موافق اور سمندر سیاہی کے ہو جائین۔ اے عزیزو۔ یہ چند سطرین اگر دل سے
مطالعہ کرکے اوسپر عمل کروگے تو امید ہے کہ بے وسیلہ شیخ کے ظاہر مین اپنے کام کو پستی سے بلندی پر
پہونچا سکوگے فاما بلا واسطہ شیخ کے کوئی کام تمام نہین ہو سکتا بہت گہاٹیان ہین کہ بے مدد باطن
شیخ کے اون سے نہین نکل سکتے بعض خود بین اشخاص بے توسط شیخ اور بے صحبت پانے اہل اللہ کے
صرف کتاب سے یہ راستہ حاصل کرنا چاہین تو وہ بہت دور اور متعذر ہے شاید ہی مقصود کو
پہونچین رَبَّنَا افْتَحْ بَيْنَنَا وَبَيْنَ قَوْمِنَا بِالْحَقِّ وَاَنْتَ خَيْرُ الْفَاتِحِيْنَ ہ **قول کلی۔**

لمعہ جانو تم خدا تعالیٰ راہ راست پر لاوے تم کو کہ مقصود سب ذکرون اور فکرون او
مراقبون سے مٹانے خودی کا ہے۔ کیونکہ لطیفہ ربانیہ قلب انسان اپنی پیدائش مین توحید
کی طرف قصد کرنے والا اور جمعیت کو پہونچنے والا پیدا ہوا ہے۔ فاما ان تعلقات دنیوی کے سات
خلا ملا ہونے کے سبب اس قصد سے تفرقہ وابستہ ہو گیا ہے۔ صاحب ہمت کو چاہیے کہ
پہران پریشانیون سے آزاد ہوکر اوسی جمعیت اور وحدت کی طرف میل کرے یہان تک کہ
نہ دیکھے عالم مین ذات مگر ذات اللہ تعالیٰ جل شانہ کی اور صفات اور افعال مگر صفات و
افعال اوسکے جب ایسا دیکھنے لگیگا تب معلوم ہو جاویگا اوسکو بہیدیان وجود کا کہ کسطرح
تمام عالم مین ساری ہے اس حالت مین ایمان حقیقی اور کمال پرہیزگاری کے سات متصف

ہوجاوے گا اور جان جاوے گا کہ جنت کیا ہے اور دوزخ کیا ہے اور آخرت کیا ہے اور روح کیا ہے اور نفس کیا ہے، شیطان کون ہے اور رحمان کون ہے۔ اگرچہ عارف کو غرض ان اشیا کے ماننے سے کچھ نہین ہے لیکن بحکم شہود کے ان سے چارہ نہین ہے۔ یہ طریق اذکار واذکار اور مراقبہ اصل مین مبنی بر عشق ہین جس قدر عشق زیادہ ہوگا اثر اذکار زیادہ ہوگا اور جس قدر عشق کم ہوگا اثر اون کا کمتر ہوگا۔ ان اذکار کے کرنے سے وہ رشتۂ محبت جو ٹوٹا ہوا ہے جوڑا جاتا ہے۔ یہ مناسب نہین ہے کہ یہ اذکار وافکار واسطے حاصل کرنے ثواب یا عذاب کے ڈر سے کیئے جاوین۔ شانِ عشق کی اس حال سے بلند تر ہے۔ **لقمہ** جیساکہ اذکار وافکار توحید کو تازہ کرتے ہین ایسے ہی ابیات واشعار کسی زبان مین ہون۔ فاما مشعر بمضامین توحید ہون۔ موصل الے التوحید ہین۔ فاما جو زبان عربی مین کہ مظہر اتم آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے زبان ہے اوس مین تاثیر زیادہ ہے۔ لیکن ہر زبان ہی حقیقت نبوی علیہ الصلوۃ والسلام کی طرف نسبت رکھتی ہے **ع** عشق را بر کافر و مومن نباشد احتیاج ٭ این سخن بر مسجد و میخانہ میباید نوشت ٭ **لقمہ** مشائخ رحمۃ اللہ علیہم اجمعین نے برزخ قرار دی ہے مقصود اس سے جمع کرنا متفرقات کا ہے کیونکہ آدمی بوجہ تفرقہ حواس وہجوم خطرات توحید علمی سے باز رہتا ہے برزخ حواس کو جمع کرتا ہے اور جب کہ برزخ ادب خواہ کا ہو۔ تو اوس سے آداب اور خشوع وخضوع پیدا ہوتا ہے اور کثرت ورزش اوس معنی سے جو برزخ مین رکھے گئے ہین وہ امور سالک مین پیدا ہوتے ہین کہ خواص نفس ناطقہ سے ہے کہ جسکی طرف توجہ کرے اوسی کا رنگ پکڑے پس جسکا برزخ ہو اوسکا رنگ پکڑتا ہے۔ **ع** اے برادر تو ہمین اندیشۂ ٭ ما ورا ایں استخوان وریشۂ ٭ گر گل است اندیشۂ تو گلشنی ٭ ور بود خارے تو ہمہ گلخنی ٭ ٭ ہر اشیائے کونی کا برزخ ہوسکتا ہے۔ برزخ معنی واسطہ کے ہین درمیان دل اور مقصود کے۔ مقصود تو نہایت لطافت اور تنزہ کے سبب پایا نہین جاتا پس حمل اوسکا جس مین حاضر کرین وہی برزخ ہے ذرہ سے تا خورشید جلوہ گاہ اوسکی ہے۔

ہان تفاوت برزخ مین ہے۔ مثلاً برزخ شیخ مورث ایک معنی کا ہوگا اور برزخ پتھر اور مٹی کا دوسرے معنی کا ہوگا ہرچند برزخ لطیف ہوگا اوس سے معنی نیکو اور پاکیزہ ظاہر ہونگے اور اگر برزخ کثیف ہوگا اوس سے معنی زبون پیدا ہونگے اسواسطے مشائخ رضوان اللہ تعالی علیہم نے موافق استعداد ہر سالک کے جدا جدا برزخ مقرر کئے ہین۔ جس سالک مین قوت عاقلہ ہوگی اوسکو عالم معقول سے برزخ فرماوین گے اور جسکو قوت عاقلہ نہوگی اوسکو عالم محسوس جزئیہ سے ارشاد کرینگے۔ حضرت شیخ (یعنے خود) فرماتے ہین کہ مختار میرا یہ ہے کہ سالک کی حالت معلوم کرنی چاہیئے کہ کون سی چیز اوسپر غلبہ رکھتی ہے۔ ایک شخص ہے جو امرد پر عاشق ہے پس جمال اوس امرد کا اوسکی نظر مین شیخ کے جمال سے زیادہ اچھا معلوم ہوگا پس شیخ اوسکو برزخ اوس امرد کا امر فرماوے۔ فاما اشغال و مراقبات جو کیئے جاوین پس کثرت اشغال کے سالک کو اوس گہر سے آہستہ آہستہ اپنی طرف کہینچ لیگی تعلقات ظاہری سے تعلقات باطنی کو پہونچاوے گی۔ اور ایک شخص ہے کہ اوسکی نظر مین جمال پہول اور پہلواری کا سب چیز سے زیادہ زیبا ہے پس شیخ اوسکو برزخ اوسیکا فرماوے شغل اس کنڈل سے بہی اوسکو نکال لیگا

لطمہ حبس نفس یا حصر نفس یا ذکر دو ضربی شش ضربی حدادی اور مثل اونکے جو مشتمل بر حرکت سخت ہین مقصود اون سے حرارت کا پیدا کرنا ہے جو محبت کی آگ کو بہڑکاوین او سالک کو جوش و خروش اور مستی پر لے آوین اسیواسطے کہا ہے جوانون کو تعلیم ذکر کی جلد فائدہ دیتی ہے۔ قالوا ان الصوفی بعد الثلاثین بارد لیکن سن عدم تکلیف یعنے خورد سالی مین تلقین ذکر نکرین کہ حرارت ذکری جلا دیگی۔ ہان جب ادہیڑ ہو رہا ہے جو محنت کہ ایام جوانی مین سالک کرسکتا ہے بڑھاپے مین نہین کرسکتا اور کشف و شہود جو شروع مین ہوتا ہے وہ آخر مین نہین ہوتا۔ حضرت شیخ نظام الدین نارنولی صوفیان بارد کو دانہ پنواڑ کہانیکی وصیت فرماتے تا طبیعت مین گرمی پیدا کرین

لطمہ۔ اشغال واذکار گذشتہ مین حرکت قلب اور صوت سرمدی وغیرہ کو جو اختیار کیا ہے بھید اوس مین یہ ہے کہ وہ اصلی علم جو جگہ

قربت سے سب کو حاصل بالقوہ ہے یہ بسبب ورزش ان امور کے دائم الوقوع ہو جاوے۔
ایسے معیار اور بہی ہو سکتے ہین جیساکہ روانی آب دریا یا تجدد امثال وغیرہ۔ لیکن یہ امور آدمی
کے جسم سے خارج ہین اونکی طرف ایسی توجہ نہین ہو سکتی جیسے اپنے جسم کے تعلقات کے ساتہ ہو سکتی ہے
اگر کہو کہ خود جسم انسانی کے اندر تغیر جسمی تغیر لون ہے کہ ہمیشہ معدوم ہوتا اور پیدا ہوتا ہے
اسکا جواب یہ ہے کہ یہ امر بدیہی نہین ہے۔ کتنے ہی مقدمات پیدا کیئے جاوین تب یہ مطلب پیدا ہو
لقمہ۔ جوش وخروش انسان مین پیدا ہوتا ہے وہ فرط محبت اندرونی سے پیدا ہوتا ہے خارج
سے نہین ہوتا اور شروع گریہ زاری وبے قراری جو پیدا ہوتی ہے یعنے حرکات جسمی بہت اور
رطوبات بینی وغیرہ یہ عالم درد سے جو کثرت ذکر سے پیدا ہوتا ہے۔ فاما جو اہل اللہ مرتبہ تحیر کو پہونچ گئے
ہین وہ گریہ فراق سے نہین کرتے۔ انکو گریہ اگر ہوتا ہے امور مافات پر ہوتا ہے یا در امور پر جو طرز عشق
اون کا ہے آب چشم ان بزرگون کا شیرین ہوتا ہے اور آب چشم اونکا جو ابتداءً درد سے روتے
ہین نمکین اور کڑوا ہوتا ہے اور حرکت رقصی انکی نہایت سبک اور ملائم اور موزون موافق
وزن الحان کے کہ اسکو نواطق روحانی کہتے ہین اونکا رقص دلالت کشادگی سینہ اور بسط وقت
کرتا ہے اگرچہ عوام اس رقص کا اعتبار نکرین لیکن خواص جانتے ہین کہ یہ حرکت کہان سے ہے
یہ حرکت سجود القلب ہے۔ جو صوفی مجلس مین اول اوٹہے اور رقص کرے پہر جو مجلس مین گذرے
وہ اوسکے ذمہ ہے اگر بہتر ہے تو بہتر اور برا ہے تو برا۔ حضرت سلطان المشائخ رضی اللہ
تعالی عنہ فرماتے ہین کہ پشت صوفی کی اگر زمین کو جا لگے چاہیئے کہ اپنے تئین فدا کرے یا کم از کم
اپنے کپڑون کو۔ صاحب رسالہ قشیریہ کہتے ہین یہ حرکت حال سے گہٹاتی ہے خواہ منتہی ہو یا متوسط
یا مبتدی۔ اور صوفی کو لائق نہین ہے کہ بلا ہجوم وغلبہ ہونے ذوق کے اوٹہے جبتک ممکن ہو
ثابت اور راسخ رہے۔ یہ ہے آخر مطلب کا جسکے لیئے ہم نے قلم اوٹہایا تہا۔ بعض اطوار الہی
پردے مین ہین اگر اشارہ ہوا تو اونکے بیان سے بہی چارہ نہوگا۔ کان ذلک اواخر
ذی الحجہ سنہ الف واحد وماتہ سنہ ۱۱۰۱ھ۔ الہی این چند اوراق را از ایادی طالبان

کابل گوش ولعبت گران لغو نیوش محفوظ ومصئون دار بحرمت سید ابرار وآلہ الاطہار۔
وصلی اللہ تعالیٰ علی محمد وعلی آلہ وسلم

تمام شد کتاب کشکول شریف

مختصر حالات حضرت فانی فی اللہ باقی باللہ شیخ کلیم اللہ شاہجہان آبادی قدس سرہ

حضرت شیخ اعاظم مشائخ اور اکابر اولیاء ہند سے ہین۔ خاندان چشتیہ سے تعلق رکھتے ہین۔ آپ مرید حضرت خواجہ یحییٰ مدنی رضے اللہ عنہ کے تہے۔ حضرت شیخ یحییٰ مدنی سلسلہ عالیہ چشتیہ نظامیہ کے معزز ممبر ہین اور آپ کا سلسلہ ان واسطون سے حضرت سلطان المشائخ محبوب الٰہی نظام الدین اولیا قدس سرہ تک پہونچتا ہے کہ حضرت شیخ یحییٰ مدنی مرید وخلیفہ اعظم حضرت شیخ محمد صاحب کے تہے اور وہ مرید حضرت خواجہ حسن محمد رح کے اور وہ مرید حضرت شیخ جمال الدین شہیر بشیخ جمن چشتی رح کے اور وہ مرید حضرت شیخ محمود معروف بشیخ راجن چشتی رح کے اور وہ مرید شیخ علم الدین چشتی رح کے اور وہ مرید شیخ سراج الدین چشتی رح کے اور وہ مرید حضرت شیخ کمال الدین علامہ چشتی کے اور وہ مرید حضرت فرد الحقیقت شیخ نصیر الدین محمود روشن چراغ دہلی رح کے اور حضرت روشن چراغ دہلی مرید وخلیفہ اعظم حضرت محبوب رب العالمین سلطان المشائخ نظام الدین اولیا محبوب الٰہی رضے اللہ عنہ کے ہین۔

ولادت باسعادت حضرت شیخ کلیم اللہ جہان آبادی رحمۃ اللہ علیہ کی اس دیار ہند مین ہوئی۔ اور ابتدائے عمر مین آپنے علم دین کو علماء دہلی سے تحصیل فرمایا اور دستار فضیلت حاصل کی بعد فارغ

از تحصیل علم طلب حق مین کوشش کی اور کمر ہمت باندہی۔ اور تلاش مرشد کامل مین سفر حرمین شریفین اختیار کیا اور مدینہ منورہ پہونچکر حضرت شیخ یحیی مدنی قدس سرہ کے مرید ہوئے اور مدت مدید و عرصۂ بعید تک اپنے شیخ کی خدمت مین حاضر رہکر اکتساب کمالات فرمایا بعد تکمیل وحصول خرقۂ خلافت ہندوستان واپس تشریف لائے اور شہر شاہجہان آباد دہلی مین قلعہ اور جامع مسجد کے درمیان خاص بازار مین سکونت اختیار کی اور مدرسۂ تحصیل علوم دینی جاری فرمایا۔ اور آخر عمر تک چنانکہ شاید تلقین خلق اور ہدایت طالبان راہ حق مین مصروف رہے۔ آپ بہت بڑے مستند اور جید عالم تہے۔ علوم حقائق ومعارف مین آپنے متعدد کتابین تصنیف فرمائی ہین۔ منجملہ انکے کشکول کلیمی۔ مرقعہ شریف۔ سواء السبیل۔ عشرۂ کاملہ۔ تسنیم۔ وغیرہ مشہور عالم ہین۔ حضرت شیخ رضی اللہ عنہ کے مریدون کی تعداد بہت زیادہ ہے۔ بیشتر اُن مین صاحب حال وقال تہے۔ حالت وجد استماع سماع مین جسپر آپکی نظر فیض اثر ہوجاتی تہی وہ مست اور بے خود ہو جاتا تہا۔ ہرچند آپکے خلیفہ بہت ہین لیکن خلفاء اعظم سے دو زیادہ مشہور ہین۔ حضرت شیخ نظام الدین ولی اورنگ آبادی والد ماجد حضرت محب النبی مولانا فخر الدین فخر جہان شاہجہان آبادی قدس سرہما۔ اور حضرت مولانا مولوی حافظ سید محمد علی صاحب جھجری رحمۃ اللہ علیہ۔ از اولاد حضرت قطب العالم سید شاہ بڈھہ مشہدی ثم الجھجری نور اللہ مضجعہ۔ کہ آپکے خاندان عالیشان سے اسوقت قصبہ جھجر ضلع رہتک مین۔ حضرت مخدوم مولوی حافظ سید محمد حیات علی شاہ صاحب خلیفہ حضرت مخدوم العالم مرشدی ماوائی وملجائی غریب نواز خواجہ اللہ بخش صاحب تونسوی۔ متع اللہ المسلمین بطول بقائہما نہایت بزرگ۔ صالح۔ دیندار۔ صاحب ارشاد ہین۔ وفات شریف حضرت شیخ کی تاریخ ۲۴ ماہ ربیع الاول سنہ ۱۱۴۲ ہجری کو شہر دہلی مین ہوئی۔ مزار مبارک مابین قلعہ وجامع مسجد زیارت گاہ خلق ہے رحمۃ اللہ علیہ مزار مبارک کے سرہانے چراغ دان کی پیشانی پر مندرجہ ذیل قطعہ تاریخ وفات پتھر پر کندہ ہے

فضل وکمال خویش بود — مرہم قلب ریش بود
سال وصالش گفتہ تا لف — قطب زمانہ خویش بود

تمت